در کفِ جامِ شریعت، در کفِ سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

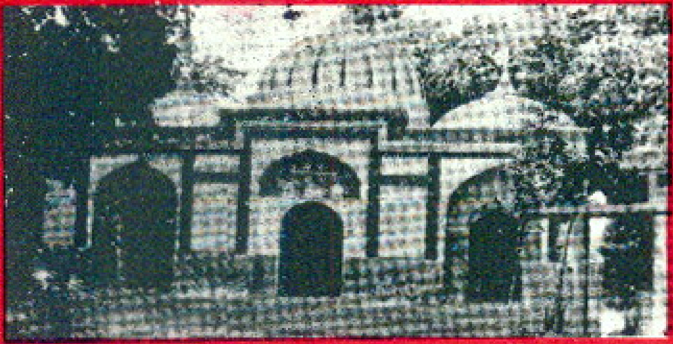

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی

رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور

نشانِ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگارِ حضرت ابو البرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۲۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۲۳۱-۲۳۲ جلد نمبر ۲۰

یکم تا ۳۰ جون ۲۰۰۲ء ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ

مدیر اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کرا کے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱	شذرہ	شیخ القرآن حضرت علامہ حافظ علی احمد جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۲
۲	خطبات الحسنیہ	مدیر اعلیٰ	۱۲
۳	تعزیت (مولانا ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ)	سید یاسر بخاری	۳۷
۴	منقبت	طارق سلطانپوری	۳۸
۵	قدمی ھٰذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ	علامہ محمد منشاء تابش قصوری	۳۹
۶	استفتاء	ترجمہ: مفتی خلیل الرحمٰن	۴۷

شذرہ

دُرِّ معانی
فِی بَعض حالاتْ
حضرت محبوبِ سُبحانی

شیخ القرآن والحدیث استاذ الاساتذہ صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ الحدیث، علامۂ اجل، رئیس الواعظین صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب رحمت اللہ تعالیٰ علیہ (خطیب جامع مسجد کچہری ہا) پشاور شہر کے یگانہ روزگار عالم اور بلند پایہ فقیہ تھے۔ علامہ موصوف نے ۲۵ مئی ۱۹۴۰ء میں یہ علمی اور روحانی مضمون تحریر فرمایا۔ قارئین کے استفادہ کے لئے مضمون ہذا دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔ مضمون نگار کے مفصل حالات "الحسن" کے شمارہ نمبر ۹۵ - ۹۶ میں ملاحظہ فرمائیں۔ (مدیر اعلیٰ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

لِکُلِّ شَیءٍ اِذَا فَارَقْتَہٗ عِوَضٌ - وَلَیْسَ لِلّٰہِ اِنْ فَارَقْتَہٗ عِوَضٌ

ترجمہ: جو چیز آپ سے چھوٹ جائے تو اس کا عوض اور بدلہ ہو سکتا ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ سے آپ نے چھوڑ کر توڑ دی تو اس کی تلافی ہرگز نہ ہو سکے گی۔

مسلمانوں کے لئے (تمدن، اقتصاد اور سیاست ہر حال میں) ایمان اور تقویٰ کے حکم کے ساتھ معیت صادقین کی شرط لازمی اور طرہ امتیاز ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ خدا تعالیٰ کے منعم علیہم مقبول بندوں کی یہی جماعت ہے جس کو اولیاء اللہ کے ساتھ مخاطب فرما کر ارشاد ہوا - کہ اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ یہی وہ بزرگ ہستیاں ہیں جن کی خیرات میں ہمیں تُمْطَرُوْنَ اور تُرْزَقُوْنَ فرمایا گیا۔

یعنی انہیں کی برکات اور دعاؤں سے مینہ برسایا جاتا ہے اور ہمیں رزق دیا جاتا ہے۔ اگر یہ سب کے سب دنیا سے اٹھ جاویں تو قیامت برپا ہو جائے گی۔

بقاء دوام عالم کے سلسلۂ کائنات میں ان تصرفات اور تقررات کا ذکر احادیث صحیحہ میں موجود ہے۔ چنانچہ [1] خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں امام ابو محمد عبدالعزیز کتانی محدث سے روایت کی ہے کہ ہر زمانہ میں انتظامِ عالم کے لئے حسب ذیل عملہ کا انتخاب قائم رہتا ہے اور ہر وقت اس قدر اشخاص کی جماعت دنیا میں موجود رہتی ہے۔

نقبا، نجبا، ابدال، اخیار، عمود یا اوتاد ان سب کے اوپر قطب یا غوث جب ان میں سے کوئی ایک وصال فرما جاتا ہے تو سلسلہ بندی کے طور اس کی جگہ کارکنان قضاء و قدر پر کرتے ہیں۔ ابن ابی الدنیا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے ابدال کی علامت یہ ہے کہ وہ کبھی کسی پر لعنت نہیں کرتے۔

حکیم ترمذی نے ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے ایک طویل روایت میں فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام زمین میں اوتاد تھے۔ جب نبوت ختم ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی جگہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے ایک قوم کو مقرر فرما دیا۔ یہ لوگ دراصل انبیاء علیہم السلام کے خلیفے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے ساتھ خاص کر لیا ہے۔ انہیں اپنا خاص علم عطا فرمایا ان ہی کی وجہ سے زمین سے مصیبتیں، اور آدمیوں کی بلائیں دور ہوتی رہتی ہیں، ان ہی کی دعا سے بارش ہوتی ہے۔

حکیم ترمذی نے پھر یہ بھی لکھا ہے کہ یہ لوگ اس امت کی امان ہیں۔ اگر یہ نہ ہوں تو زمین میں فساد پیدا ہو جائے اور دنیا خراب ہو جائے چنانچہ اسی مضمون کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آیہ کریمہ میں بیان فرمایا وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ یعنی اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کی بلا بعضوں کی وجہ سے دفع کر دیتا ہے تو ضرور زمین خراب ہو جاتی۔

ابو نعیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے ایک طویل حدیث میں یہاں تک فرما دیا ہے کہ انہیں بابرکت وجودوں کے سبب اللہ تعالیٰ حیات اور ممات دیتا ہے۔ جب

[1]: اکسیر اعظم جلد ۲

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ حیات و ممات ان کی وجہ کیسی ہوتی ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے امتوں کی کثرت کی دعا مانگتے ہیں تو مخلوق بڑھ جاتی ہے اور ظالموں کے قطع ہونے کی عرض کرتے ہیں تو وہ قطع ہو جاتے ہیں۔ نیز اسی سلسلہ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں تین سو آدمی ایسے پیدا ہوتے ہیں جن کے قلوب مثل قلب حضرت آدم علیہ السلام کے ہوتے ہیں۔ چالیس آدمیوں کے قلوب مثل قلب حضرت موسیٰ علیہ السلام، سات آدمیوں کے قلوب مثل قلب حضرت ابراہیم علیہ السلام، پانچ بزرگوں کے قلوب مثل حضرت جبرائیل علیہ السلام، تین مثل قلب میکائیل علیہ السلام اور ایک قلب مثل قلب حضرت اسرافیل علیہ السلام کے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

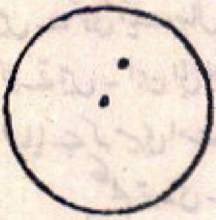

اس مقام پر عارفین کاملین فرماتے ہیں کہ جو قلب حضرت اسرافیل علیہ السلام پر ہوتا ہے وہی قطب یا غوث ہوتا ہے، اس کا مقام منجملہ دیگر اولیائے کرام کے ایسا ہے جیسا دائرہ میں مرکز کا نقطہ اور اسی سے تمام عالم کی اصلاح ہوا کرتی ہے۔

اس تمہید کو ذہن نشین کر لینے کے بعد یہ امر قابل یادداشت ہے کہ سال ۴۷۰ھ کا زمانہ جو حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت مبارک سے ساڑھے چار سو سال سے زائد ہے اس میں باتفاق مورخین اور محدثین حضرت قطب ربانی، شہباز لامکانی، غوث صمدانی سید شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز اپنے وقت کے قطب اور غوث بلکہ غوثِ اعظم تھے۔ ان کے تبحرات علوم مکاشفات، کرامات چونکہ مشکوٰۃ نبوت حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مستنیر اور مستفیض ہیں اس لئے آنحضرت حامل وعائین رسول کریم تھے۔ وعائین سے وہ حدیث بخاری مراد ہے جو کتاب عالم میں بروایت حضرت ابی ہریرہ آتی ہے۔

حفظت من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وعائین فاما احدهما فبثثتہ فیکم و اما الاخر فلو ثبثثہ قطع ھذا البلعوم یعنی مجری الطعام

(رواہ البخاری)

کہ میں نے حضور سرکار دو عالم سے دو وعاء حفظ کئے ان دونوں میں سے ایک یہ (علم) جو تمہیں سکھاتا ہوں اور دوسرا وعاء (علم عرفان) اگر تم پر ظاہر کروں تو یہ گردن کٹ جائے۔

جب اس حدیث مبارک کے پیش نظر حضرت غوثیت مآب کا زہد و تقویٰ، خشیت الٰہی، اطاعت اور انتہائے عبادت کا وہ مقام جسے احسان فرمایا گیا۔ شرعی کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے تو ایک اعلیٰ مجاہد، انتہائے تقویٰ، کمال زہد و ریاضت پر پہنچی ہوئی باکمال ہستی نظر آتی ہے اور جب وِعاوِثانی کے تحت ان کی خوارق، کرامات، مکاشفات اور پر اسرار رموز و نکات (جو انسانی عقول سے بالاتر اور نا قابل قبول ہیں) پیش نظر ہوں تو وہی قلب اسرائیلی مقام غوثیت کے دائرہ کا مرکزی نقطہ سمجھنا چاہئے جس کا ذکر اوپر آچکا ہے اور جو کہ لوگوں کے ادراک اور سمجھ سے بہت بالاتر ہے۔ اسی واسطے بعض اوقات تھوڑے علم والوں کو اس مقام پر دھوکا لگ جاتا ہے اور وہ اپنے مادیات کے چکر میں آکر چکرا جاتے ہیں۔ حالانکہ یہی انوار، برکات، فیوض لدنی ہمیشہ قلوب اولیائے کرام پر وارد ہوتے رہتے ہیں جس کے بعد وہ ہر طاقت سے نڈر بے خوف و خطر ہو کر امر معروف تبلیغ اسلام میں منہمک ہو کر لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ کے مصداق بن جاتے ہیں۔ ان لوگوں کی معیت، ان کی خدمت، ان کی مجالس میں شمولیت کے متعلق کئی احادیث صحیحہ اور آیات بینات موجود ہیں۔ طالب صراط مستقیم جویندہ رضائے مولا کریم اور متبع سنت رسول رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ایمان کی حفاظت، اعمال کی صحت و سلامتی کے لئے ان کی معیت میں رہنا كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ کے امر کے ساتھ ظاہر کرتا ہے کہ بغیر ان کی صحبت کے اللہ تعالیٰ تک بھی رسائی نہیں ہو سکتی

گر تو خواہی ہمنشینی باخدا | رو نشیں اندر حضور اولیاء

اسی واسطہ کہا گیا ہے کہ ہر ایک گئی ہوئی چیز کا بدل ہو سکتا ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ سے تم نے قطع و برید کر لی تو اس کا کوئی بدل یا اس کی تلافی نہ ہو گی۔

لِكُلِّ شَيْءٍ اِذَا فَارَقْتَهٗ عِوَضٌ وَّلَيْسَ لِلّٰهِ اِنْ فَارَقْتَهٗ عِوَضٌ

اب ہم اختصار کے ساتھ اس سلطان ولائت، شہباز اوج کرامت کے بعض حالات اور کرامات درج کرتے ہیں لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْزُقُنِيْ صَلَاحًا

اسم گرامی

محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبدالقادر الحسنی الحسینی

الجیلانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز۔

کنیت :

طریقت میں امام آئمہ ، شریعت میں محبوب سبحانی ابو محمد ، لقب محی الدین۔

وجہ تسمیہ:

صاحب "خزینۃ الاصفیاء" اور دیگر کتب معتبرہ میں آنحضرت (حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سے روایت ہے کہ میں ابتدائے حال میں ایک دفعہ جمعہ کے دن باہر جا رہا تھا۔ ایک بیمار نہایت نحیف و ضعیف بے ہوش پڑا ہوا دیکھا کہ میرا نام لے کر پکار رہا ہے جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ یا شیخ عبدالقادر کہہ کر مخاطب کیا۔ جب میں نے اس کے سلام کا جواب دیا اور اس کے پاس جا کر بیٹھا تو یکدم وہ مریض اُٹھ بیٹھا اس کا چہرہ تر و تازہ اور نہایت روشن ہوگیا۔ تمام نقاہت اور آثار ضعیفی اس کے جاتے رہے اور نہایت خوش ہو کر مجھے فرمانے لگا کہ آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں ، فرمایا کہ میں تمہارے جدِ امجد، حبیب کردگار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دین اسلام ہوں۔ لوگوں کی نافرمانبرداری اور بے دینی سے میں بہت ضعیف ہو چکا تھا۔ آج مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ کے وجود کی برکت سے تازہ حیاتی عطا فرما دی ہے۔ جاؤ آج سے انت محی الدین (آپ دین کے زندہ کرنے والے) لقب مبارک سے ملقب کئے گئے ہیں۔

جب میں وہاں سے رخصت ہو کر جامع مسجد میں پہنچا تو ایک شخص میری جوتیاں اٹھا لایا اور یا محی الدین کہہ کر پکارا۔ اس کے بعد جب نماز ہو چکی تو یکدم لوگوں کا ہجوم مجھ پر ٹوٹ پڑا۔ تمام مخلوقات میرے ہاتھ اور پاؤں چوم چوم کر مجھے محی الدین ، محی الدین کہہ کر پکارتی تھی۔ اس کے بعد کمالات و مقامات میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی ہوتی گئی۔

ولادت با سعادت:

اول شب ماہ رمضان المبارک ۴۷۰ / ۴۷۱ ھجری یا بوقت صبح طلوع ، بروز دو شنبہ بمقام جیلان واقعہ ہوئی۔

وفات شریف :

یازدھم ربیع الثانی ۵۶۲ ھجری بہ شب دو شنبہ بعد نماز عشاء بعمر نوے سال سات ماہ نو روز

ہوئی۔

مزار مبارک:

بغداد شریف میں زیارت گاہ عالم اور مرجع خلائق و نسل آدم ہے۔ سترہویں ربیع الثانی کو ہمیشہ وہاں پر بڑی دھوم دھام سے عرس مبارک ہوا کرتا ہے لیکن ہمارے پنجاب و ہندوستان میں یہ تقریب گیارہویں ربیع الثانی کو بالالتزام منائی جاتی ہے۔ آپ کی عمر مبارک تولد اور وصال کے متعلق ایک مشہور نورانی رباعی ہے۔

جناب غوث اعظم قطب عالم	کہ نورش یافت از ماہ تاماہی
سنینش کامل و عاشق تولد	وصالش داں تو معشوق الٰہی
۹۱ عمر مبارک ـ ۴۷۱ھ ولادت	۵۶۲ھ وصال

حلیہ مبارک:

- نحیف البدن، میانہ بالا، عریض الصدر (سینہ کشادہ) گندم گوں، پیوستہ ابرو۔

ورودِ مسعود بہ بغداد شریف:

سال ۴۸۸ھ میں بعمر ۱۸ سال بغداد شریف تشریف لائے۔ آپ کی والدہ محترمہ حضرت ام الخیر فاطمہ دختر حضرت شیخ عبداللہ الصومعی مقتدائے گیلان کی تھیں۔ اس واسطے آپؒ کو گیلانی کہتے ہیں لیکن دراصل آپ کا مسکن جبال نام پہاڑ زیر کوہ جودی ہے۔ جہاں حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان کی ٹھہری تھی۔

سلسلہ نسب عالی:

آپ کا سلسلۂ نسب پدری بچند واسطہ درمیانی حضرت امام حسن علیہ السلام کے ساتھ مادری امام حسین علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔

صاحب "خزینۃ الاصفیاء" نے حسب ذیل تفصیل بیان کی ہے۔ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی بن ابی صالح بن سید موسیٰ بن سید عبداللہ بن سید عمر زاہد بن سید محمد روحی بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ ثانی بن سید موسیٰ ثالث بن سید عبداللہ محسن بن سید محمد المشہور بحسن مثنے بن حضرت سید امام حسن علیہم السلام بن اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔

بعض حالات مبارک و کرامات فاخرہ:

لاتعد ولاتحصیٰ بہت اختصار کے ساتھ چند معمولی واقعات تبرکاً درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) ایک دفعہ بڑے بڑے علماء کرام بغداد ایک سو کی تعداد میں جمع ہو کر حاضر ہوئے اور ہر ایک اپنے دل میں بڑے بڑے مشکل مسائل پیش کرنے کو لایا جب حضور کے سامنے آئے تو آپ نے سر مبارک جھکا کر مراقبہ فرمایا۔ اچانک سینہ مبارک سے ایک نور کی تجلی نمودار ہوئی اور ان سب کے سینوں میں جا چمکی وہ سب کے سب مبہوت و پریشان ہو کر سب سوالات بھول گئے اور سب نے شور و غوغا کے ساتھ رونا اور چلانا شروع کر دیا، کپڑے پھاڑ کر ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے۔

تھوڑی دیر بعد حضرت نے کرسی پر تشریف فرما ہر ایک کو اس کے مافی الضمیر سوال کا جواب دینا شروع کیا۔ جب سب کے جوابات ختم ہو گئے تو ان سبھوں نے نہایت ادب سے جان سنبھال کر معافی چاہی اور ولایت کا اعتراف کرتے ہوئے رخصت ہوئے۔ جب ہی تو مقام خاص میں فرماتے ہیں

شَرِبْتُمْ فُضْلَتِیْ مِنْ بَعْدِ سُکْرِیْ	وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِیْ
من بنوشیدم شراب کبریا	پس شما بخورید باقیماندہ را
لیک کے مخصوص گردد ہمچو حال	مر شمارا ایں علوِ اتصال

(۲) حضرت شیخ محمد محی الدین بن عربی صاحب "فصوص الحکم" اور "فتوحات مکیہ" کا نام صحافت و کرامت میں اظہر من الشمس ہے۔ آپ کے والد محترم حضرت شیخ علی کے گھر چونکہ اولاد نہ ہوتی تھی۔ اس لئے آپ بہت ہی مغموم و پریشان رہتے تھے اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخلص اور خاص معتقدین سے تھے۔ ایک دن شیخ علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رو کر عرض کی اور اپنی تباہیٔ خاندان کا دردمندانہ طور ذکر کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ تمہاری قسمت میں ہمیں فرزند نظر نہیں آتا لیکن ہمیں تمہارے ساتھ نہایت محبت اور ہمدردی ہے۔ ہم اپنی اولاد میں سے تمہیں ایک لڑکا دیں گے۔ کل جب ہم اوقات خاص میں مشغولِ وظائف و اوراد ہوں تو تم آکر اپنی پشت کو ہماری پشت کے ساتھ بالکل پیوست کر کے بیٹھ جانا اور کوئی ادب اور رکاوٹ اس بارہ میں پیش نظر نہ لانا، ہمارے ساتھ جٹ جانا۔ اللہ

کریم تمہیں اولاد عطا فرمائے گا۔ اس کا نام محمد رکھنا اور اس روحانی بیٹے کا لقب بھی ہماری طرح محی الدین ہو گا۔

دوسرے دن وقت مقررہ پر یہ صاحب تشریف لائے اور عین حالت اوراد و وجد میں حضرت کی پشت مبارک کے ساتھ جُٹ کر بیٹھ گئے اسی رات کو اپنی زوجۂ محترمہ سے اتصال فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے وہ نرینہ اولاد عطا فرمائی جو آج دنیائے اسلام میں اور تصوف میں یہ چمکتا ہوا ستارہ حضرت محی الدین بن عربی ہیں جن کی شہرہ آفاق تصانیف بڑے بڑے مشائخ عظام اور صوفیائے کرام کے لئے مایہ ناز ہے جب یہ تولد ہوئے تو والد محترم نے لا کر حضرت کے قدموں میں ڈال دیا۔

فرمانے لگے سبحان اللہ کیا عجیب بچہ پیدا ہوا۔ جو کہ ہمارے زبان ہو گا اور جو مخفی اسرار اولیاء کرام اپنے سینوں میں محفوظ رکھتے ہیں ان کو ظاہر کرے گا اور اپنے زمانہ کا قطب ہو گا جب ہی تو ارشاد فرماتے ہیں

وَاَطْلَعَنِی عَلٰی سِرٍّ قَدِیْمٍ	وَ قَلَّدَنِیْ وَاَعْطَانِی سُؤَالِیْ
از تلطف داد درجاتِ عظیم	کرد زاں رو واقف سرِّ قدیم
طوق عزت یافت آخر یافتم	ہر مراد دل کہ از حق خواستم

(۳) ایک دفعہ بحالت وجد فرمانے لگے کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کی جناب سے ایک فراخ کاغذ ملا ہے اس میں میرے تمام مریدوں اور یاروں کے نام درج ہیں جو لوگ قیامت تک میرے ساتھ اپنی نسبت درست کریں گے خدا تعالیٰ کا مجھے حکم ہوا کہ ان سب کو بخش دیا جائے گا اور مجھے قسم ہے رب العزت کی کہ میں قدم پروردگار کی حضور سے نہیں اٹھاؤں گا جب تک کہ میرے مریدوں اور متوسلوں کو اللہ تعالیٰ بہشت کی طرف نہ بھیجے گا، اسی ذوق اور وجد میں ارشاد گرامی ہے کہ

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰہُ رَبِّیْ	عَطَانِیْ رِفْعَۃً نِلْتُ الْمَنَالِیْ
اے مریدِ من مترس ز ہیچ رنج	کہ ترا بخشند خدایم گنج گنج
داد مارا ایزد ایں رتبہ بلند	مقصد اقصٰے رسیدم ایں کمند

(۴) آپ کے جد امجد حضرت عبداللہ صومعی کا بیان ہے کہ آپ عہدِ طفولیت میں بمعہ

رمضان دن کو دودھ نہیں پیتے تھے۔ چنانچہ ایک بار بوجہ ابر کے رمضان المبارک کا چاند نظر نہ آیا، لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ سے پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ آج عبدالقادر نے دودھ نہیں پیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ رمضان المبارک داخل ہو چکا ہے بعد کو اس امر کی تصدیق ہو گئی کہ فی الواقع ہلال نکل چکا تھا۔ آپ کی وجدانی کیفیات اور اسرارِ قدس کے وہ اشعار قابل غور ہیں

وَ مَا مِنْھَا شُھُوْرًا اَوْ دُھُوْرًا | تَمُرُّ وَ تَنْقَضِیْ اِلَّا اَتَالِیْ
ہیچ ماہے نیست از دنیائے دوں | ہیچ دہرے نیست از چرخ نگوں
گر فروزد انقضا دارد مگر | پیش من آید دواں از پائے سر

وَ تُخْبِرُنِیْ بِمَا یَاْتِیْ وَ یَجْرِیْ | وَ تُعْلِمُنِیْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالِیْ
میدھد مارا بہ آں چیزے خبر | کاندراہ جاری شدہ باخیر و شر
میکند آگاہ مرا از جملہ حال | پس بکن کوتاہ سخت از جدال

(۵) ایک دفعہ جنگل میں ایک غیبی آواز آئی کہ اے عبدالقادر! میں آپ کا خدا ہوں۔ ایک روشنی چمکی، جس سے عجیب شکل منودار ہوئی اور آواز آئی کہ ہم نے آپ کو تمام عبادت اور احکام کی تکلیف سے آزاد کر دیا۔ آپ نے خیال فرمایا کہ کسی نبی اور صحابی کو اس وقت تک ایسی معافی نہیں ہوئی، یہ شیطانی حرکت اور وسوسہ ہے۔ یہ خیال کر کے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھی فوراً روشنی غائب ہو گئی اور آواز آئی کہ میں نے ستر اولیاء کو اسی فریب میں گمراہ کر دیا لیکن آپ ہی وہ مرد میدان ثابت ہوئے جو میرے اس دھوکہ سے بچ نکلے اور صحیح عقیدہ اسلام پر قائم رہے جبھی تو فرمایا

کَسَانِیْ خِلْعَۃً بِطِرَازِ عَزْمٍ | وَ تَوَّجَنِیْ بِتِیْجَانِیْ الْکَمَالِیْ
از جنابش در برمن خلعت ست | خلعے کارا طراز عزت است
التفاتے کردگار ذی الجلال | بر نہادہ بر سرم تاج کمال

مشائخ ظواہر اور بے علم صوفیاء زمانہ اور مریدان حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس حکایت سے سبق حاصل کرنا چاہئے اور اتباع سنت اور احکام قرآن کریم کی تعمیل میں پوری کوشش کر کے مکائد ابلیس سے بچنا چاہئے۔

(۶) شیخ محمد عثمان بغدادی سے منقول ہے کہ حضور ایک دفعہ بعد ادائے فریضہ حج مبارک مدینہ منورہ پہنچے، روضہ اطہر کے سامنے چالیس روز تک دست بستہ کھڑے رو رو کر یہ اشعار پڑھتے رہے

ذُنُوبِی کَمَوجِ الْبَحرِ بَلْ هِی اَکثَرُ	کُلُّهَا مِثْلُ الْجِبَالِ بَلْ هِیَ اکبر
وَلٰکِنْ عِنْدَ الْکَرِیمِ اِذَا عَفَا	کَجَنَاحِ الْبَعُوضِ بَلْ هِیَ اَصْغَرُ

ترجمہ: میرے گناہ دریا کی موجوں سے بھی بڑھے ہوئے، پہاڑوں کی طرح بلکہ ان سے بھی بڑے ہیں لیکن خداوند کریم جب عفو فرمائے تو وہ سب گناہ مچھر کے پر سے بھی گھٹ جائیں گے چالیس دن کے بعد یکدم روضہ اطہر سے دست مبارک نمودار ہوا اور مصافحہ کیا۔ آپ نے ہاتھ مبارک پر لپک کر بوسہ دیا، پھر وہ دست شفقت پردہ پوش ہوا۔

(۷) ایک دن حضور کی خدمت میں ایک شخص نے قرآن حکیم کی ایک آیہ مبارکہ پڑھی اور جویائے معنی ہوا۔ گیارہ دلائل تک تو لوگ اور اکابر علماء سمجھ سکے آگے چالیس تک دلائل بہ اسانید و تفصیل بیان فرمائیں اس کے بعد فرمانے لگے گذاشتیم قال و باز آمدیم بحال لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہ فرمانا تھا کہ لوگوں میں غوغا اور وجد شروع ہو گیا۔ ہزاروں کپڑے پھاڑ کر نکل گئے سچ فرمایا

وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّیْ فِیْ جِبَالٍ	لَدُکَّتْ وَاخْتَفَتْ بَيْنَ الرِّمَالِ
پس اگر من افگنم بے قیل و قال	راز خود را اندر جبال
پارہ پارہ میشود در وقت حال	مختفی گرد و جملہ ہا ور جبال

آپ کے خشوع اور تضرع کے متعلق سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضور کو حرم کعبہ مکرمہ میں سنگریزوں پر سر رکھ کر روتے ہوئے اور یہ فرماتے ہوئے دیکھا گیا کہ اے خداوند کریم بہ بخشا اگر مستوجب عقوبتم در قیامتم نابینا برانگیز۔ تا در روئے نیکاں شرمسار نباشم

روائے بر خاک عجز میگویم	ہر سحر گہ کہ یاد مے آئید
اے کہ ہرگز فراموشت نکنم	ہیچت از بندہ یاد مے آئید

حضور کے اوراد خاصہ اور مجرب وظائف کے متعلق بہت ہے (باقی صفحہ ۴۶ پر)

خطبات الحسنیہ

(مقام ولایت)

مدیر اعلیٰ

مرتبہ: سید غضنفر علی شاہ بخاری (ایم اے)

مدیر اعلیٰ ''الحسن'' نے گیارہ سال قبل ۱۹۹۱ء میں ''انجمن محبان اولیاء'' وڈپگہ کے زیر اہتمام مرکزی جامع مسجد غوثیہ وڈپگہ میں ''یوم سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ'' کے موقع پر ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی تھی جس کی آڈیو کیسٹ سید محمد انور شاہ قادری کے پاس محفوظ تھی، انہوں نے حلقہ قادریہ حسنیہ کے عقیدتمندوں کی خواہش پر اپنے خواہرزادے سید غضنفر علی شاہ بخاری (ایم اے) سے یہ تقریر لکھوا کر اس پر نظر ثانی کی، قرآن مجید کی آیات مبارکہ کا اخراج کر کے ان پر اعراب لگائے اور یوں یہ نورانی و عرفانی مواعظ حسنہ ربیع الثانی کے اس شمارہ میں قارئین ''الحسن'' کی نذر کئے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ --- بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلاَ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلاَ ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ، لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ، ذٰلِکَ ھُوَالْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (یونس ۱۰: ۶۲ - ۶۴)

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰئِکَۃُ اَلاَّ تَخَافُوْا وَلاَ تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ، وَ لَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ وَ لَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ نُزُلاً مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ (حم سجدہ ۴۱: ۳۰ - ۳۲)

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَ لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ، وَ کَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا (الاحزاب ۳۳: ۴۰)

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا الاحزاب ۵۶)

اللّٰھم صل علٰی سیدنا و مولٰنا محمدٍ و علٰی اٰل سیدنا و مولٰنا محمدٍ و بارک وسلم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ -- الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ، وَ سَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ، وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیارے محبوب شفیع المذنبین رحمت للعالمین، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل مجھے بھی اور آپ کو بھی اپنا پاک کلام قرآن مجید فرقان حمید پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی پیارے محبوب ﷺ کا دامن رحمت ہمارے ہاتھ سے نہ چھوٹے - آمین

گرامی قدر علامہ الحاج مولانا گل بادشاہ صاحب امام وخطیب مرکزی جامع مسجد غوثیہ وڈپگہ، میرے تمام سادات بھائیو! اور میرے پیارے محبوب ﷺ کے امتیو! السلام علیکم! آج کی یہ محفل اور "مجلس انجمن محبان اولیاء" وڈپگہ نے منعقد کی ہے اس لئے کہ گیارہویں شریف کا مہینہ ختم ہونے والا ہے اور اس ماہ مبارک کی مناسبت سے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے کچھ مراتب اور کچھ کرامات آپ کے سامنے بیان کی جائیں گی، اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید کے گیارہویں اور چوبیسویں پارے کی آیات کریمہ تلاوت کی ہیں ان کا ترجمہ اور تفسیر آپ کے سامنے بیان کروں گا تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں کیا فرما رہا ہے، کس کے بارے میں کیا فرما رہا ہے، کس گروہ کا ذکر فرما رہا ہے، کس طبقے کا بیان فرما رہا ہے؟

ان آیات کریمہ میں انسانوں کے اس گروہ کا ذکر ہے جس کا نام اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست رکھا، اولیاء اللہ رکھا، اس کا بیان سن کر ہم مقام ولایت پر غور کریں کہ یہ مقام ولایت کیا ہے؟ اور یہ میرے خیال میں نہیں، عام لوگوں کے خیال میں نہیں بلکہ قرآن مجید اور پیارے محبوب ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں اس مقام ولایت کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

یاد رکھیں اولیاء اللہ کے مشہور چار سلاسل ہیں قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ۔ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ ہم ان چاروں سلسلوں کو حق سمجھتے ہیں بلکہ ہم تو ان چار سلاسل کے اندر حق کو منحصر سمجھتے ہیں۔ آج کل کے اس فتنے کے دور میں ہر ایک اپنا مذہب بنا رہا ہے اور لوگوں کو اس کی طرف بلا رہا ہے۔ اس تاریک دور میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہم ان چار سلاسل میں سے کسی ایک کے ساتھ منسلک ہو جائیں تب ہمارے لئے نجات ممکن ہے ورنہ آج کل کے زمانے میں نجات بہت مشکل ہے کیونکہ اہل سنت کے خلاف

بڑے منظم انداز میں کام کیا جارہا ہے۔ کہیں سے عقیدہ خراب کیا جارہا ہے، کہیں سے عمل خراب کیا جارہا ہے اور کہیں سے اجتماعیت کو خراب کیا جارہا ہے۔ میں تو آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں ان اولیاء اللہ کے دامن کو تھام لو، بغیر اس کے کوئی چارہ کار نہیں اور کوئی راہ نہیں اور یہ وہی راہ ہے جس کے بارے میں پیارے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا ما انا علیہ و اصحابی یعنی یہ وہ راہ ہے کہ جس پر میں ہوں اور میرے صحابی ہیں -- رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

جب تم میں سے کوئی گولڑہ شریف چلا جاتا ہے اور بیعت کرتا ہے، ہاتھ میں ہاتھ دیتا ہے، علی پور سیداں (سیالکوٹ) چلا جاتا ہے، گڑھی شریف جاتا ہے، تونسہ شریف جا کر پیر طریقت کے ہاتھ میں ہاتھ دیتا ہے تو اس کا ہاتھ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں چلا جاتا ہے۔ جب اس دامن کو پکڑتا ہے تو شیخ در شیخ اس دامن کو پکڑتا چلا جاتا ہے۔ قادری اپنے مرشد کے ذریعہ حضور غوث اعظم ؓ، چشتی حضور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، سہروردی حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی اور نقشبندی حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمہم اللہ علیہم اجمعین تک اور پھر یہ چاروں سلسلے جناب امام الاولیاء، سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم تک پہنچتے ہیں اور جناب سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا دست مبارک حضور نبی کریم ﷺ کے دست اقدس تک پہنچ جاتا ہے۔ حضور نبی پاک ﷺ کی حدیث مبارک ہے کہ آپ ﷺ کے دست اقدس میں کھجور کی ایک لکڑی تھی جس کے ساتھ حضور ﷺ نے ایک سیدھی لکیر کھینچی اور پھر اس کے دونوں طرف اِدھر اُدھر لکیریں کھینچ کر فرمایا میں اس سیدھی لکیر کے ایک سرے پر کھڑا ہوں تم نچلے سرے سے چل کر آتے ہو جو سیدھا چلتا رہا وہ مجھ تک پہنچ جائے گا اور جو ادھر اُدھر جو دوسری لکیریں ہیں ان میں سے ہر ایک کے سرے پر شیطان کھڑا ہے جو تمہیں اپنی طرف بلا رہا ہے اگر تم سیدھی لکیر پر چلنے کی بجائے ادھر اُدھر مڑ گئے تو شیطان کے پیچھے چلے گئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ.

الا حرف تنبیہ ہے، جہاں بھی آتا ہے وہاں قارئین وسامعین کی توجہ مبذول کرواتا ہے کہ اس کے بعد بہت ہی اہم خبر یا واقعہ بیان کیا جارہا ہے اس لئے پڑھنے والے یا سننے والے خوب اچھی طرح توجہ سے پڑھیں اور توجہ سے سنیں۔ جان لے، کان کھول کے سن لے کہ بے شک اللہ کے ولی کے لئے نہ خوف ہے اور

نہ وہ غمگین ہوں گے۔ولی کی جمع اولیاء ہے اور قرآن مجید کی اس آیت میں اولیاء کی اصطلاح اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں کے لئے استعمال فرمائی ہے جبکہ قرآن مجید میں ہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ لفظ اپنے لئے بھی استعمال فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (البقرۃ ۲: ۲۵۷) یعنی اللہ تعالیٰ مومنوں کا ولی ہے۔ولی کے معنی ہیں کارساز، دوست، آقا، مدد کرنے والا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے ولی ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنی ذات میں قادر مطلق ہے، وہ کسی دوسرے کا محتاج نہیں، نہ ذات میں نہ علم میں نہ حیات میں اور نہ صفات میں بلکہ کسی بھی لحاظ سے وہ کسی کا محتاج نہیں سب اس کے محتاج ہیں اور تمام مخلوق حتیٰ کہ انبیاء واولیاء اور ملائکہ بھی اس کے محتاج ہیں اور وہ اپنی قدرت کاملہ سے ان سب کی مدد فرماتا ہے۔

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ : کوئی معبود برحق نہیں سوائے اس کی ذات کے۔

اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ: اپنی ذات سے حیات ہے، اپنی ذات سے قائم ودائم ہے۔

لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّ لَا نَوْمٌ: نہ اسے نیند آتی ہے اور نہ اسے اونگھ آتی ہے۔

لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ :زمینوں اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اسی کے لئے ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ : کون ہے جو اس کے دربار میں سفارش کرے۔

اِلَّا بِاِذْنِہٖ : مگر اس کی اجازت سے یعنی محبوبان خدا اللہ تعالیٰ کی اجازت سے شفاعت کریں گے۔

یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَ مَا خَلْفَھُمْ : اور اللہ ان کے آگے اور پیچھے یعنی ظاہر وباطن سب بخوبی جانتا ہے۔

وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ : اور وہ اس کے علم کو نہیں پاتے۔

اِلَّا بِمَا شَآءَ: مگر جتنا وہ چاہے جسے چاہے اسے عطا فرماتا ہے۔

یہ آیت الکرسی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا بیان ہے، اس کی قدرت کاملہ کا اظہار ہے۔اس آیت کریمہ پر سوچیں اور غور فرمائیں کہ اللہ رب العزت کیسی ذات اقدس ہے، کتنا عظیم ہے، وہ کس قدر قوت و طاقت کا مالک ہے، ان عظیم الشان قوتوں اور طاقتوں کا مالک خدا ارشاد فرماتا ہے

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ (القبرۃ ۲: ۲۵۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ مومنوں کا ولی ہے جو انہیں تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لے جاتا ہے۔

آپ غور فرمائیں قرآن مجید کے الفاظ پر، لوگ اعتراض کرتے ہیں اور اس بات پر جھگڑتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نور ہیں کہ نہیں۔ ان شاء اللہ اس مسئلہ کی بھی کچھ وضاحت کروں گا۔ فی الحال آپ کلام الٰہی پر غور کریں کہ اس آیت کریمہ میں قرآن کیا کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کا ولی ہے اور در حقیقت سچے مومن ہی اولیاء اللہ ہوتے ہیں، کاذب نہیں جھوٹے نہیں، حرص و اقتدار کے بندے نہیں بلکہ جو سچے مومن ہوتے ہیں وہی ولی ہوتے ہیں اور ان کی یہ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں تاریکی سے نکال کر مقام نور میں لا کر کھڑا کر دیتا ہے تو آپ اندازہ لگائیں کہ جناب حضور نبی کریم ﷺ نورانیت کے کس افضل ترین مقام پر فائز ہوں گے۔

یہ ایک ایسے ہی عالم سچے مومن اور ولی کامل کی محفل ہے۔ جس کے وعظ میں ہزاروں کی تعداد میں سامعین موجود ہوتے تھے، چار چار سو علماء کرام قلم دوات لے کر بیٹھتے اور آپ کی زبان مبارک سے نکلنے والے ہر ہر لفظ کو قلمبند کر لیا کرتے تھے، جن کی مجلس میں فرشتے آیا کرتے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام ان کا خطاب سنا کرتے تھے، یہی نہیں بلکہ امام الانبیاء جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خود بنفس نفیس تشریف لایا کرتے تھے۔

سہروردی سلسلے کے ایک مرید حضرت ابوالحسن سید علی ہیتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد کے ارشاد کے مطابق حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی محفل میں تشریف لایا کرتے تھے، انہیں اپنے شیخ طریقت سلوک و معرفت کی تعلیم و تربیت کے لئے آپ کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جمعۃ المبارک کے دن حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ جامع مسجد بغداد میں خطاب فرما رہے تھے اور یہ حضرت سید علی ہیتی رحمۃ اللہ علیہ آئے تو انہیں گیارہویں صف میں جگہ ملی وہیں بیٹھ گئے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا منبر بھی گیارہ سیڑھیوں پر مشتمل تھا۔ آپ گیارہویں سیڑھی پر بیٹھے وعظ فرما رہے تھے کہ اچانک منبر سے اترے اور صفوں کو چیرتے ہوئے گیارہویں صف میں حضرت سید علی ہیتی کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے اور تقریر جاری رکھی۔ حضرت سید علی ہیتی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت مراقبے میں تھے جب انہوں نے مراقبے سے سر اٹھایا تو آپ دوبارہ واپس منبر پر تشریف لے گئے۔ نماز ادا کرنے کے بعد احباب نے عرض کی حضور آج تو آپ نے خلاف معمول منبر شریف سے اتر کر حضرت سید علی ہیتی کے پاس کھڑے ہو کر تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا یہ تو سید علی ہیتی سے پوچھو کہ ان کے مراقبے میں کون تشریف لایا تھا؟ بات دراصل یہ ہے کہ پیارے محبوب ﷺ تشریف لائے تھے اس لئے میں نے یہی مناسب سمجھا کہ آج منبر سے اتر کر حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں میں کھڑے ہو کر وعظ کروں --- سبحان اللہ۔ حضرت سید علی ہیتی

جسے مراقبے میں، کشف میں ملاحظہ فرما رہے تھے حضور سیدنا غوث اعظم ﷺ انہیں ظاہری طور پر دیکھ رہے تھے، یہ ہے حضور غوث اعظم ﷺ کی شان ۔ حضور غوث اعظم ﷺ کی محفل اور صحبت مبارک ---اللہ اکبر اللہ اکبر --- کیا مقام ہے حضور غوث اعظم ﷺ کا۔

آپ نے ۳۸ برس تک مغرب کے وضو کے ساتھ اشراق کی نماز ادا فرمائی، گویا ۳۸ سال تک آپ نے ساری ساری رات بارگاہ الٰہی میں کھڑے گزاریں اور بستر سے پیٹھ نہیں لگائی۔ یہ مقام اتنی آسانی سے نہیں ملتا۔ اب تو ولی بھی سبحان اللہ عجیب قسم کے پیدا ہو گئے ہیں، چرس کا کش لگا کر کہتے ہیں ہم ولی بن گئے۔ میرے بھائیو! بڑا مشکل مقام ہے، سید الشہداء امام عالی مقام حضرت امام حسین علیہ السلام غریب الغرباء شہید کربلا سے پوچھو کہ کیسے کیسے امتحانات سے گزرنا پڑتا ہے، کیا کچھ قربان کرنا پڑتا ہے، تب جا کر یہ مقام بلند نصیب ہوتا ہے، بقول اقبال

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے　　　لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

صرف زبانی جمع خرچ اور باتوں سے مسلمان نہیں بنتے۔ مسلمان عمل سے، عبادت سے، ریاضت سے اور عشق سے بنے تو پھر بات ہے اور پھر وہ کیا مسلمان ہوگا کہ جو اس کے دل میں آیا اللہ تعالیٰ نے وہی کچھ کر دیا، جو اس نے چاہا اللہ تبارک وتعالیٰ نے ویسا ہی کر دیا۔ قرآن مجید پڑھو میرے بھائیو! قرآن مجید پڑھو تو پھر آپ کو مسلمان کی، مومن کی، ولی کی اور نبی کی شان معلوم ہوگی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے

اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ ۚ وَ انْظُرْ اِلٰی حِمَارِكَ وَ لِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ انْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ كَیْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (البقرہ ۲: ۲۵۹)

اس آیہ کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے۔ آپ ایک ویران اجڑی ہوئی بستی پر سے گزرے جس کی چھتیں زمین میں دھنس چکی تھیں اور زندگی کے کوئی آثار وہاں موجود نہیں تھے۔ حضرت عزیر علیہ السلام عرض کرنے لگے یا اللہ یہ لوگ کیسے زندہ ہوں گے؟ پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام پر نیند کی حالت میں سو سال تک موت طاری فرما دی اور پھر انہیں

زندہ کیا تو پوچھا بتاؤ تم کتنا عرصہ پڑے رہے، کہنے لگا ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو سال گزر گئے پس تم پہلے اپنے کھانے پینے کی اشیاء پر نظر ڈالو وہ خراب نہیں ہوئیں ویسی کی ویسی تازہ پڑی ہیں اور اب ذرا اپنے گدھے پر بھی ایک نظر ڈال لو تو اس کی ہڈیاں بھی گل سڑ چکی ہیں اور مٹی کا تودہ بنا ہوا ہے تاکہ تمہارے لئے اور لوگوں کے لئے یہ ایک نشانی بن جائے اور اب تو ذرا ملاحظہ فرما کہ کس طرح اس کی ہڈیاں دوبارہ جوڑی جاتی ہیں اور ان پر گوشت اور چمڑا چڑھا کر سو سال کے مردہ گدھے کو زندہ کیا جاتا ہے چنانچہ جب گدھا ان کے سامنے زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا تو حضرت عزیر علیہ السلام پکار اٹھے اے اللہ میں نے اچھی طرح جان لیا کہ تو ہر شے پر قدرت کاملہ رکھنے والا ہے۔

اب آپ توجہ فرمائیں کہ جو اللہ حضرت عزیر علیہ السلام کے سو سالہ مردہ گدھے کو آن کی آن میں دوبارہ زندہ کر سکتا ہے وہ بارہ سال کی ڈوبی ہوئی بیڑی کو دوبارہ دریا سے نہیں نکال سکتا؟ نکال سکتا ہے کیونکہ وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے، یہ کام اس کی قدرت کاملہ سے بعید نہیں، یہ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مشہور کرامت ہے۔

ایک بڑھیا حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی میں تباہ ہو گئی برباد ہو گئی میرے بیٹے کی برات ایک بیڑی میں دریائے دجلہ میں چلی جا رہی تھی کہ پانی کا ریلہ آیا اور بیڑی دریا میں ڈوب گئی، دریائے دجلہ کے کنارے روتے روتے بارہ سال گزر گئے، میں آپ کی خادمہ ہوں، آپ کی مرید ہوں، مایوس ہو کر آپ کی خدمت میں آئی ہوں، اگر آپ دعا کریں تو مجھے امید ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی دعا ضرور قبول فرمائے گا۔ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ بڑھیا کے ساتھ دریائے دجلہ کے اس مقام پر تشریف لائے جہاں بیڑی غرق ہوئی تھی اور وہاں دعا فرمائی کہ اے میرے رب تعالیٰ تو حضرت عزیر علیہ السلام کے گلے سڑے گدھے کو سو سال کے بعد زندہ کر سکتا ہے عبدالقادر تیرے آگے ہاتھ اٹھائے کھڑا ہے کہ اس کی بیڑی بھی نکال دے، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہ بارہ سال کی ڈوبی ہوئی بیڑی نکل آئی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ قدرت کاملہ کا مالک ہے، ولی تو دعا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے اور وہ کام ہو جاتا ہے جو اس ولی کی کرامت کہلاتا ہے، کام کرنے والا تو اللہ ہوتا ہے اور ہم تو اس کو اللہ کو مانتے ہیں، ہمارا اللہ تو وہ ہے جس نے بن ماں باپ کے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، بن ماں کے حضرت حوا کو پیدا فرمایا

اور بن باپ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا فرمایا حالانکہ عقل کا تقاضا تو یہ ہے کہ ماں باپ دونوں ہوں تب بچہ پیدا ہوتا ہے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں بتادیا کہ وہ اپنی قدرت کاملہ کے ذریعہ روایتی طریقوں اور اسباب سے ہٹ کر بھی ماں باپ کے بغیر انسانوں کو پیدا کرنے کی قوت رکھتا ہے، سوچنے اور غور کرنے کا مقام ہے!

تو عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کا ولی ہے اور انہیں تاریکی سے نکال کر مقام نور میں لاکر کھڑا کر دیتا ہے یعنی اولیاء اللہ کا کارساز و مددگار اور آقا و مالک اللہ جل جلالہ ہے جو انہیں کفر و شرک کی تاریکیوں سے نکالتا ہے، خواہشات نفسانی کی تاریکیوں سے نکالتا ہے، ہوا و حرص کی تاریکیوں سے نکالتا ہے، خوف و حزن اور پریشانیوں کی تاریکیوں سے نکال کر ان کا تزکیہ فرماتا ہے، انہیں پاک و صاف کرتا ہے، انہیں اعلیٰ مدارج طے کرواتا ہے یہاں تک کہ انہیں مقام نور عطا فرمادیتا ہے، انہیں اندھیرے سے نکال کر نور میں لے آتا ہے، نور کے معنی ہیں روشنی اب یہاں مسجد میں بلب لگے ہوئے ہیں، روشنی ہے اندھیرا نہیں۔ اس روشنی میں ہم ایک دوسرے کو دیکھ کر پہچان رہے ہیں، ایک دوسرے کو نظر آرہے ہیں لیکن نور کے حقیقی معنی یہ ہے کہ جو خود بھی روشن ہو اور دوسرے کو بھی روشن کردے اور ولی مقام نور میں پہنچ کو خود بھی روشن ہو جاتا ہے اور دوسروں کو بھی روشن و منور کردیتا ہے۔

عام مشاہدے کی بات ہے کہ اندھیرے میں مختلف قسم کی مشکلات پیش آتی ہیں اور روشنی میں حل ہو جاتی ہیں اسی طرح جب آپ اس مقام نور والے آدمی کے پاس جائیں گے، اولیاء اللہ کے پاس جائیں گے تو آپ کی مشکلات حل ہو جائیں گی، کوئی مشکل باقی نہیں رہے گی، کوئی مسئلہ نہیں رہے گا، یہ مقام نور بھی بڑا ہی عجیب مقام ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النور ۲۴: ۳۵) یعنی زمینوں اور آسمانوں کا نور اللہ ہے یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ خود نور ہے، ذاتی طور پر نور ہے، نور ہونے میں کسی کا محتاج نہیں اور پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد فرماتا ہے قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ (المائدہ ۵: ۱۵) تحقیق آگیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب۔

اس آیہ کریمہ میں نور سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور روشن کتاب سے قرآن مجید مراد ہے اور دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا (النساء ۴: ۱۷۵)

ترجمہ: اے لوگوں بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور

اتارا۔

اللہ تعالیٰ بھی نور، قرآن مجید بھی نور اور جناب محمد رسول اللہ ﷺ بھی نور، فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ذاتی طور پر نور ہے، نور ہونے میں کسی دوسرے کا محتاج نہیں جبکہ قرآن کریم اور جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے نور بنایا یعنی یہ نور ہونے میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں لیکن ہیں نور، ان کی نورانیت میں کسی بھی قسم کا شک وشبہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں انہیں نور کہہ کر مخاطب فرمایا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس نور تک ہماری رسائی کیسے ہوگی ہم کیسے اس نور سے مستنیر و مستفیض ہوں گے، اس نور مبارک تک ہم کیسے رسائی حاصل کریں گے تو اس ضمن میں حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے یوں ہماری رہنمائی فرمائی

چوں تو دست پیر را کردی قبول — ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

ولی جو ہوتا ہے تو وہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ اور قرآن مجید کے نور سے منور ہوتا ہے اور یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے نور سے منور ہیں اور ان کے ذریعے نور کا ظہور ولی اللہ پر ہوتا ہے اور پھر ولی اللہ یہ نورانیت دنیا تک پہنچاتا ہے، اپنے مریدوں تک پہنچاتا ہے اور ان کی دنیا کو بھی نور بنا دیتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے اولیاء اللہ کی شان قرآن مجید میں ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے اَلاَ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لاَ خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلاَ ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔ ترجمہ: خبردار جان لو کہ بے شک جو اللہ کے ولی ہیں ان پر نہ خوف ہے نہ حزن ہے۔ کیونکہ وہ تو مقام نور پر ہیں سب کچھ دیکھ رہے ہیں، پھر خوف وحزن کی کیا بات ہے، خوف وحزن میں تو وہ ہوتا ہے جو تاریکی کے پردوں میں پڑا ہو۔

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں بیان کر کے اولیاء اللہ کے لئے دونوں کی نفی بیان فرمائی: ان میں سے ایک ہے خوف اور دوسری حزن۔ یہ دونوں اصطلاحات قلب انسانی کی کیفیات کی آئینہ دار ہوتی ہیں۔ خوف قلب انسانی کی وہ کیفیت ہے جو اپنے آپ کے لئے خطرہ محسوس کر کے دل میں پیدا ہوتی ہے یعنی اپنی جان کا خطرہ خوف کہلاتا ہے مثلاً آپ کو نہانے کی ضرورت ہے لیکن باہر کنوئیں پر شیر بیٹھا ہے جس کی بدولت اپنی جان کے لئے خطرہ محسوس کرتے ہوئے آپ گھر سے باہر نہیں نکلتے اسی طرح اگر کوئی اور دشمن آپ کو گولی مارنے کے لئے باہر بیٹھا ہے تو آپ دروازے سے باہر قدم نہیں رکھتے جبکہ حزن اس کیفیت کا نام ہے جو دوسرے کے دکھ درد اور غم کے باعث دل میں پیدا ہوتی ہے۔ ان دونوں کیفیات کی وضاحت قرآن

کریم کی روشنی میں پیش کی جاتی ہے تاکہ بات پوری طرح آپ کے ذہن میں بیٹھ جائے۔ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر آتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان سے پوچھا تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا یا الٰہ العالمین یہ میرا عصا ہے۔ جس کے ساتھ میں اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں، میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اس کے ساتھ بچھو کو بھی مار لیتا ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسے زمین پر پھینک دو پس جب انہوں نے اپنا عصا زمین پر پھینکا تو اچانک دیکھا کہ وہ پھنکارتا ہوا، شور مچاتا ہوا اژدھا بن چکا تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام اسے دیکھ کر ڈر گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ (طٰہٰ ۲۰: ۲۱) خوف نہ کر اسے پکڑ لے ہم اسے پھر عصا بنا دیں گے۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خوف جاتا رہا اور انہوں نے اژدھے کو جونہی پکڑا تو وہ پھر سے آپ کے ہاتھ میں عصا بن گیا۔ اسی طرح ہجرت کے موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا زاد بھائی امام الاولیاء سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو اپنے بستر پر لیٹنے کا حکم فرمایا۔ دشمنوں نے کاشانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا، ہر قبیلے کے نوجوان تلواریں اور نیزے لئے باہر موجود تھے تاکہ یکبارگی حملہ کر کے نعوذ باللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام تمام کر دیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبیلے والے کسی قبیلے کے خلاف کوئی کاروائی نہ کر سکیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو فرمایا فلاں فلاں کی امانتیں فلاں فلاں جگہ پڑی ہیں، کل یہ امانتیں واپس کر کے تم بھی مدینہ منورہ چلے آنا۔ سبحان اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم مبارک کو دیکھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے کہ جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم زندہ رہے گا اور پھر جناب شیر خدا کا ایمان بھی ملاحظہ فرمائیں جب انسان جانتا ہو کہ اس بستر پر لیٹنے والے کو قتل کرنے کے لئے مکہ کے تمام نوجوان جمع ہو چکے ہیں، اب تلواروں کے سائے میں اسے کیسے نیند آ سکتی ہے؟ لیکن صنادید قریش خود کہتے ہیں کہ جب ہم بستر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہنچے تو ایک نوجوان اس پر ایسا سویا ہوا تھا کہ خراٹے لے رہا تھا۔ یہ ہے مقام ولایت، امام الاولیاء سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی شان کہ ہر قسم کے خوف سے آزاد ہو کر مزے سے بستر نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سوتے رہے۔

دوسری طرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لیا اور مکہ معظمہ کو رات کی تاریکی میں الوداع کہا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ ہم اہل سنت ہیں۔۔۔ ہم اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام دونوں کو مانتے

ہیں اگر ہماری ایک آنکھ صحابہ ہیں تو دوسری آنکھ اہل بیت، اگر ہمارا دماغ صحابہ ہیں تو ہمارا قلب اہل بیت اطہار، اگر ہمارا جسم صحابہ کرام ہیں تو ہماری روح اہل بیت عظام ہیں۔

اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہجرت کے اس سفر میں غار ثور پہنچ جاتے ہیں۔ اس غار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ران مبارک پر سر رکھے آرام فرمارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حفاظت کا پورا پورا انتظام فرما رکھا ہے۔ عنکبوت نے جالا تن دیا، کبوتر نے انڈے دیدیئے اور باہر سے دیکھنے والے کو یہی محسوس ہوتا کہ سالہا سال سے اس غار کے اندر کوئی داخل نہیں ہوا۔ اسی عرصہ میں دشمن آپ کو تلاش کرتے ہوئے غار ثور کے دہانے پر پہنچ جاتے ہیں۔ ان کی آوازیں سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر دامن گیر ہوئی اور آپ کے قلب اطہر میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا غم پیدا ہوا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، جس کا ذکر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا

ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (التوبہ ۹ : ۴۰)

وہ دونوں جو غار میں تھے جبکہ ان دونوں میں سے ایک نے اپنے صحابی سے فرمایا حزن نہ کر بے شک اللہ تعالیٰ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔

اس آیہ کریمہ میں حزن جو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قلبی کیفیت تھی کا ذکر بطور صیغہ واحد کے آیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما سکتے تھے کہ اے صدیق! تم میرا غم نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے یعنی ان اللہ معی ہوتا لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معنا تثنیہ کا صیغہ استعمال فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہم دونوں کے ساتھ ہے اللہ تعالیٰ کی مدد میں اے صدیق تو بھی میرے ساتھ شامل ہے، تو بھی میرے ساتھ ہے تو بھی اس نورانیت میں شامل ہے۔

اس سے ایک بات اور بھی ظاہر ہوئی کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت قرآن سے ثابت ہے اور جو اس کا انکار کرے تو وہ قرآن کا انکار کرتا ہے، یہ ہمارا عقیدہ ہے الحمد للہ ثم الحمد للہ اہل سنت اس عقیدے پر قائم ہیں، ہم اس بات پر کسی سے جھگڑا نہیں کرتے، فساد نہیں کرتے، ہم تو اپنوں کو اپنی باتیں سناتے ہیں تا کہ وہ بھٹک نہ جائیں۔ کیونکہ ایمان کے ڈاکو ہر طرف پھر رہے ہیں، ہر مسجد میں ایمان کے ڈاکو بیٹھے ہیں اور ہمارے مسلمان بھائی ان سے بچ جائیں۔

غرض بات کر رہا تھا خوف اور حزن کی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے اولیاء کو خوف وحزن سے محفوظ کر لیتا ہے اس لئے انہیں نہ اپنی جان کا کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ دوسروں کے لئے غمگین ہوں گے، میرے استاد محترم حضرت علامہ حافظ علی احمد جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیہ کریمہ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ، ترجمہ یوں کرتے تھے "اللہ تعالیٰ کے ولی کو نہ اپنی جان کا خوف ہے اور نہ ہی اس کو اپنے مریدوں کا غم ہے"۔ اس لئے تو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا

مریدی لا تخف واش فانی   عزوم قاتل عند القتال

اے میرے مرید تو کسی قسم کا خوف نہ کر، کسی شریر سے مت ڈر، تیری لڑائی کے وقت میں تیرا ساتھ دوں گا، تیرے جہاد کے وقت میں تیرے ساتھ ہوں، تیری ہر مصیبت میں میں تیرے ساتھ ہوں۔

ایک دوسرے مقام پر فرمایا "اگر میرا مرید مشرق میں ہو اور میں مغرب میں اور میرا مرید بے آبرو ہوتا ہے، بے عزت ہوتا ہے اس وقت مجھے آواز دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنے لمبے ہاتھ دیئے ہیں کہ میں مغرب سے مشرق پہنچ کر اس کی مدد کرتا ہوں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ یَتَّقُوْنَ (یونس ۱۰ : ۶۳) جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے رہے جنہوں نے ایمان لانے کے بعد تقویٰ اختیار کیا عبادت وریاضت کی۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے تقویٰ اور عبادت وریاضت کا اندازہ لگائیں کہ آپ نے ۴۸ برس تک مغرب کے وضو سے اشراق کی نماز پڑھی، فرماتے ہیں کہ جب تک اللہ تعالیٰ نے مجھے نہیں فرمایا کہ کھا تو میں نے کھانا نہیں کھایا، جب تک اللہ تعالیٰ نے مجھے نہیں فرمایا کہ کپڑے بدل تو میں نے کپڑے نہیں بدلے۔

فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک نور مجھے نظر آیا اور اس سے آواز آئی کہ تو نے میرے بڑی عبادت کی، میری بڑی بندگی کی ہے، تو نے بڑی مشقت کی ہے، تو نے اپنی جان کو بڑا کھپایا ہے، جا میں نے تجھ سے عبادت معاف کردی، نماز نہ پڑھ تجھے ضرورت نہیں روزہ نہ رکھ تجھے ضرورت نہیں، آپ نے فرمایا کہ میرے ذہن میں قرآن مجید کی یہ آیت آئی وَ اعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ (الحجر ۱۵ : ۹۹) "اور مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہو" میں نے سوچا جب اللہ تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا ہے تو یقیناً یہ شیطان کا کام ہے لہٰذا میں نے فوراً پڑھا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ جب آپ نے یہ

پڑھا تو وہ نور پھٹ گیا اور بادل بن گیا، دھوئیں کی شکل اختیار کر گیا اور پھر آواز دی اے عبد القادر! تجھے تیرے علم نے بچالیا، آپ نے فرمایا نہیں مجھے میرے علم نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم نے تیرے فریب سے بچایا ہے ذَالِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَآءُ (الحدید ۵۷ : ۲۱)۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اس کے اوپر ہو جائے جسے چاہے۔

دیکھو آج تک قادریوں کا یہ سبق ہے سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ جو سچا قادری ہوگا تو شیطان اسے گمراہ نہیں کر سکے گا ان شاء اللہ اور جو جھوٹا ہے تو پھر اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ يَتَّقُوْنَ یہ ہیں مومن اور یہی ہیں متقی۔ جب یہ متقی اس مقام پر آتے ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں بشارتوں سے نوازتا ہے لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ، ان کے لئے دنیا اور آخرت میں خوشخبری ہے، ہر قسم کی خوشخبری ہے۔

لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللهِ: اللہ تعالیٰ کے ان کلمات میں ان ارشادات میں ان احکام میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں۔ کسی عقلمند آدمی کی عقل، کسی قانون دان کی قانونی رائے اللہ تعالیٰ کے اس قانون کو نہیں بدل سکتی۔ دیکھو اور غور کرو، اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازوں کا حکم دیا ہے کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی ان میں کمی کر کے چار کر دے، روزہ رمضان کے مہینے میں فرض ہے، کیا کوئی اسے آگے پیچھے کر سکتا ہے یا مہینے کے دن ۲۸ یا ۳۱ کر سکتا ہے اسی طرح حج ذوالحجہ کے مہینے میں خاص ایام میں ہوتا ہے کیا کوئی اسے تبدیل کر کے دوسری تاریخوں میں لے جا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں کسی کے پاس یہ اختیار نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ان احکام میں کوئی ردوبدل کر سکے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے مقام ولایت میں بھی کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا۔ مخالف آتے جاتے رہیں گے مخالفت کرتے رہیں گے، کتے بھونکتے رہیں اور ولایت کا یہ قافلہ رواں دواں رہے گا۔ جتنی مرضی ہو مخالفت کرتے رہیں ان کی مخالفت سے اللہ تعالیٰ کے نظام ولایت میں کوئی خلل یا رکاوٹ واقع نہیں ہوگی۔ اولیاء کرام زندگی میں بھی فیض پہنچاتے ہیں اور قبروں میں بھی اتنا ہی فیض پہنچاتے ہیں، ایک بات (واقعہ) عرض کرتا ہوں۔

ہمارا ایک بہت قریبی رشتہ دار تھا وہ اب فوت ہو چکا ہے، انہوں نے ایک صاحب کی ضمانت کی تھی جو کہ کانگریسی تھا اور بھاگ گیا، جب وہ چلا گیا تو ہمارے اس رشتہ دار کی شامت آ گئی کیونکہ اس نے اس کی ضمانت کی تھی۔ وہ بے چارے بہت پریشان ہو گئے کبھی ایک کے پاس کبھی دوسرے کے پاس سفارش کے

لئے جاتے اور یہ کیس جس شخص کے پاس تھا غالباً آپ نے نام سنا ہو گا فرید اللہ شاہ اسٹنٹ کمشنر تھا وہ کسی کی سفارش ماننا بھی نہیں تھا، وہ آدمی ہی کچھ ایسا تھا اس کی عدالت میں اس کی پانچ چھ بار پیشی ہو چکی تھی اور ہر بار وہ یہی کہتا کہ آدمی کو پیدا کرو، دوسری بات ہی نہیں کرتا تھا نہ سنتا تھا۔ آخر کار مجبور ہو کر ہمارے اس رشتہ دار نے اس مصیبت سے جان چھڑانے کے لئے دعائیں شروع کر دیں، منتیں مانیں۔ انہیں کسے نے کہا کہ وڈپگہ میں حضرت پیر سید فتح شاہ صاحب کی زیارت ہے آپ وہاں جائیں اور وہاں جا کر دعا مانگیں اللہ تعالیٰ آپ کی یہ مشکل آسان فرمائے گا۔ چنانچہ میں بھی ان کے ساتھ آیا، زندگی میں پہلی بار وڈپگہ آیا تھا یہاں آ کر دعا وغیرہ کی، فرمایا "مجھے اس مصیبت سے نجات دلا نہ تو رات کو نیند آتی ہے نہ دن کو سکون ہے وکیل جو ہے وہ بھی کچھ نہیں کر سکتا اور A.C جو ہے تو وہ کسی کی بات سنتا ہی نہیں" یہ دعا کرنے کے بعد ہم لوگ چلے گئے۔ اگلے دن عدالت میں تاریخ تھی جب مجسٹریٹ صاحب کے سامنے حاضر ہوئے تو انہوں نے دوسری بات ہی نہیں کی پہلے تو ہر دفعہ یہی کہتا تھا کہ آدمی لاؤ لیکن اس دن کہنے لگا، یہ شہری تو بڑے بے وقوف ہیں ایسے ہی دوسروں کی ضمانت لے لیتے ہیں جاؤ میں نے تجھے اس کیس سے بری کیا۔ یہ سب کیا تھا؟ یہ فتح شاہ صاحب کی کرامت تھی، ان اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان اولیاء اللہ کو قوتیں اور طاقتیں عطا فرما رکھی ہیں۔ یہ مقام نور کی طاقتیں ہیں جسم کی طاقتیں نہیں، اس مقام نور پر اس روحانی طاقت کے ذریعے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے ان سے وہ کام کراتا ہے۔ فرمایا لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ : اللہ تعالیٰ کے ان کلمات میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا اور اولیاء اللہ پیارے محبوب ﷺ کی کمال محبت واطاعت کرتے ہوئے اس مقام پر فائز ہوتے ہیں

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

یہ فرشتوں کا درود ہے جو میں نے پڑھا، آج کل تو ایسی مخلوق پیدا ہو گئی ہے جو کہتے ہیں کہ یہ نہ پڑھو۔ حضور نبی کریم ﷺ کے معراج شریف کے واقعات نقل کرتے ہوئے مولوی اشرف علی تھانوی علماء دیوبند کے اکابر اور حکیم الامت اپنی کتاب "النشر الطیب فی ذکر نبی الحبیب" میں لکھتے ہیں حضور ﷺ جب چوتھے آسمان پر تشریف لے گئے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور فرشتوں نے ان الفاظ کے ساتھ استقبال کیا-- الصلوٰۃ والسلام یا اول --- الصلوٰۃ والسلام علیک یا آخر

الصلوٰۃ والسلام علیک یا ظاهر الصلوٰۃ والسلام علیک یا باطن

آج ایسی بد بخت مخلوق پیدا ہو گئی ہے جو فرشتوں کے اس درود وسلام کو بناپتی درود کہتی ہے (معاذ اللہ)۔ امام الاولیاء سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ وضو کرنے کے لئے باہر تشریف لے جاتے تو میں آپ کے ساتھ ہوا کرتا تھا۔ پتھر آپ ﷺ کو دیکھ کر الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھا کرتے۔ فرماتے ہیں میں آج بھی اس پتھر کو جانتا ہوں جو حضور ﷺ پر یہ درود وسلام پڑھا کرتے تھے۔ یہ لوگ جو مخالفت کرتے ہیں یہ پتھروں سے بھی گئے گزرے ہیں، اللہ جل جلالہ پتھروں کو بھی گویا کر دیتا ہے۔

حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں جس وقت حضور خواجہ غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہتے تو ہم یوں سمجھتے جیسے کہ حضور ﷺ یہاں موجود ہیں۔ حضور خواجہ غریب نواز کا تو بہت بڑا مقام تھا۔ ان کے غلاموں اور مریدوں کی بات بھی سن لیں۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ جو علماء دیوبند کے اکابرین رشید احمد گنگوہی اور اشرف علی تھانوی کے پیر و مرشد ہیں اور اعلیٰ حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد ہیں یہ حضرت خواجہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ایک محفل میں کھڑے ہو کے درود وسلام پڑھ رہے تھے، درود وسلام ختم ہو گیا سب حضرات بیٹھ گئے لیکن حضرت حاجی صاحب آنکھیں بند کئے اس طرح قیام فرما تھے اور کافی دیر گزرنے کے بعد آپ نے آنکھیں کھولیں اور پھر بیٹھ گئے۔ یاروں نے پوچھا حضرت! درود وسلام تو کافی دیر سے ختم ہو چکا تھا لیکن آپ کھڑے رہے کیا بات تھی؟ تو آپ فرمانے لگے جب تک حضور ﷺ اس محفل میں موجود تھے میں بھی کھڑا تھا۔ کتنی برکتیں ہیں درود وسلام کی مگر اس کو حاصل ہوتی ہیں جس کی نیت صاف ہو جو مقام نور میں ہو پھر وہ دیکھے کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنے میں کتنے مزے ہیں، کتنے لطف ہیں، کتنا ایمان ہے

لا تبدیل لکلمات: اللہ تعالیٰ کے اس قانون میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا۔

پیارے محبوب ﷺ نے فرمایا حدیث قدسی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کے دشمنوں کے خلاف کیوں اعلانِ جنگ فرمایا۔ اس دنیا کے قانون پر تم قانون خداوندی کا قیاس کر کے اس کی حقیقت کو سمجھ سکتے ہو۔ دیکھو حکومت کا ایک سپاہی جس نے وردی پہنی ہو اور اپنی ڈیوٹی

انجام دے رہا ہو اگر کوئی اس سے لڑائی کرے، اس کی وردی پھاڑ دے تو قانون یہ ہے کہ اس شخص سے سپاہی کے بے عزتی نہیں کی بلکہ یہ حکومت وقت کی، بادشاہ وقت کی، حاکم وقت کی بے عزتی سمجھی جاتی ہے۔ اسی طرح ولی اللہ اللہ تعالیٰ کے نظامِ ولایت کا سپاہی ہے اس لئے جو اس کی مخالفت کرتا ہے تو وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ دشمنان اولیاء اللہ کے خلاف اعلان جنگ فرماتا ہے۔ اب سمجھ میں آ گیا کہ نظام ولایت کیا ہے اور مقام ولایت کیا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظیم کامیابی ہے۔

انسانیت کے لئے مقام ولایت کا نصیب ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظیم کامیابی اور عظیم سرخروئی ہے اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ عظیم کہہ دے اس کی عظمت کا کوئی اندازہ کر سکتا ہے؟ کیا عرش عظیم کا کوئی شخص احاطہ کر سکتا ہے--- ہرگز نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ جسے عظیم کہے تو اس کی عظمت کو بھی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور یہاں اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کے لئے لفظ عظیم استعمال فرمایا۔ غور فرمائیں عزت کا یہ عظیم مقام اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کو ولی بنا کر عطا فرماتا ہے۔ دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا (بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اس پر جم گئے سب کچھ ان کی نظر سے ہیچ ہو گیا یہاں تک کہ وہ حاجات سے نکل کر مقام نور پر پہنچ گئے ادھر بھی خدا کا نور ادھر بھی خدا کا نور اوپر نیچے دائیں بائیں آگے پیچھے ہر طرف نور ہی نور اور دعائیں کرتے ہیں

یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا (التحریم ۶۶ : ۸) یعنی اے ہمارے رب تعالیٰ ہمارے اس نور کو مکمل کر دے۔ یہ مقام استقامت کی بدولت نصیب ہوتا ہے۔ اللہ والوں نے استقامت کے کیسے کیسے مظاہرے پیش فرمائے۔ تپتی ریت پر ڈالے گئے تو اُف تک نہ کی اور زبان سے احد احد ہی پکارتے رہے۔ تیروں کی بوچھاڑ میں بھی زبان پر اللہ اللہ کا ورد جاری ہے۔ یہ کیسا کلمہ ہے اس کی فضیلت اور عظمت کا اندازہ لگائیں کہ پیارے محبوب ﷺ سے جناب سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے پوچھا کہ سب سے بہترین عمل کون سا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہر ایک سے افضل ترین لا الٰہ الا اللہ ہے اور امام الاولیاء، جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے یہ کلمہ مبارک سیکھا انہوں نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو سکھایا اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ تک پہنچا اور پھر غوث پاک رضی اللہ عنہ

سے آگے چلا۔ قیامت تک جو بھی شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دیتا ہے تو وہ اسے کیا سبق دیتا ہے کیا یہ کہتا ہے کہ میری عبادت کرو، مجھے دولت دو، نہیں کوئی بھی شیخ کامل اپنے مرید کو یہ نہیں کہتا بلکہ وہ یہی کہتا ہے کہ اپنے تمام سابقہ گناہوں سے توبہ کرو اور یہی کلمہ مبارک اسے پڑھاتا ہے کہ لا الہ الا اللہ پڑھا کرو۔ پیر صاحب گولڑہ شریف کے پاس جاؤ تو وہ یہی فرماتے ہیں کہ گیارہ مرتبہ یہ جملہ شریف پڑھ اور گیارہ بار درود شریف پڑھا کرو۔

الغرض جس شیخ طریقت کے پاس بھی جاؤ تو وہ تمہیں یہی کلمہ پڑھنے کے لئے کہتا ہے۔ کوئی ۱۲۱ مرتبہ کوئی ۱۴۱ مرتبہ اور ساتھ ہی یہ فرماتے ہیں کہ اس کلمہ پر استقامت اختیار کرو اور جب استقامت نصیب ہو جاتی ہے تو پھر کیا ہوتا ہے قرآن مجید فرماتا ہے

تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ : اس پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اس کلمہ مبارکہ کے ورد اور اس پر استقامت اختیار کرتے ہوئے جب وہ مقام نور میں آتا ہے تو نوری مخلوق کو دیکھنے لگتا ہے، فرشتے نوری ہیں، آگ سے یا خاک سے بنے ہوئے نہیں۔ یہ خاک کا پتلا جب مقام بشریت سے نکل کر مقام نور میں داخل ہو گا تو پھر وہ فرشتوں کو دیکھے گا کیونکہ نور کو دیکھنا نور والوں ہی کا کام ہے اور فرشتے جھنڈے لئے ہوئے اترتے ہیں اور اسے بشارت دیتے ہیں لا تخافوا و لا تحزنوا و البشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون (نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ خوشخبری ہے تمہارے لئے جنت کی اس دنیا میں وہ جنت جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے)۔

چنانچہ اس مقام پر فائز ہو کر حضرات اولیاء کرام اپنے عقیدتمندوں کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو میرے دروازے سے گزر جائے وہ جنتی ہے، یہ جنتی دروازے کے نام سے مشہور ہے اور سال میں تین دن کے لئے محرم میں کھولا جاتا ہے۔ یہ ہے مقام ولایت

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِى الْاٰخِرَةِ

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر استقامت اختیار کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے اترتے ہیں اور انہیں جنت کی خوشخبری دیتے ہیں اور ان مقدس ہستیوں کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ ایک اور خصوصی انعام و اکرام کا اعلان ان الفاظ میں فرماتا ہے۔

نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِى الْاٰخِرَةِ : ہم دنیا اور آخرت میں ان اولیاء کے کارساز

ہیں۔اس پر غور فرمائیں کہ جس کا کارساز اللہ ہو جس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ لے لے جس کے بوجھ کو اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ ڈال لے اس کا مقام کیا ہوگا۔اب ولی جو کچھ کرتا ہے خدا کی طرف سے کرتا ہے، چاہے مردے کو زندہ کرے، چاہے بارہ برس کی ڈوبی ہوئی بیڑی کو نکال دے، یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اولیاء اللہ کی کرامات دراصل نحن اولیٰکم کی تفسیریں ہے اور پھر اگلا جملہ بڑا ہی عجیب ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ لَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيٓ وَ لَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُوْنَ

اور اے اولیاء تمہارے لئے اس دنیا وآخرت میں وہ سب کچھ ہے جو تمہارا جی خواہش کرے اور جو تم دعا کرو۔

نہیں سمجھے لوگ مقام ولایت کو، میرے استاد محترم نے و لکم فیھا ما تشتھی انفسکم کا ترجمہ کرتے ہوئے بڑا نفیس نکتہ بیان کیا ہے فرمایا، اے میرے ولی تجھے ہاتھ اٹھانے کی ضرورت نہیں، تجھے زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں اے میرے ولی تجھے ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں تیرے دل میں خیال آئے میں اسے پورا کردوں گا، تیرا صرف ارادہ ہوگا پھر اسے پورا کرنا میرا کام ہے۔

اب سوچو کہ حضور غوث اعظم ؓ کا کارساز اللہ ہے اب اگر حضور غوث اعظم ؓ کے ہاتھ سے یہ کرامت ظاہر ہو کہ مرغی زندہ ہو جائے اور بارہ سال کی ڈوبی ہوئی بیڑی دریا سے باہر نکل آئے تو کیا یہ اللہ تعالیٰ کے لئے ناممکن ہے، ہرگز نہیں کبھی نہیں۔یہ لوگ جو اعتراض کرتے ہیں تو انہوں نے کبھی قرآن مجید پر توجہ نہیں کی، احادیث نبویہ ﷺ پر غور نہیں کیا اور نہ ہی کسی اہل اللہ کے پاس بیٹھے ہیں۔یہ تو اہل غرض، اہل دنیا، اہل کرسی واہل اقتدار کے پاس بیٹھے، اگر یہ اللہ والوں کے پاس جاتے تو یہ قرآن کو سمجھتے اور جب قرآن کو نہیں سمجھتے تو مقام ولایت کو کیا خاک سمجھیں گے۔انہوں نے اولیاء کرام کو بھی اپنے آپ پر قیاس کرلیا ہے۔ اپنا یہ تاریک جثہ (جسم) اگر نور پر قیاس کرتے تو بات تھی لیکن انہوں نے اس تاریک جثے پر نور کو قیاس کر لیا۔ایسا ہی ایک بدبخت منبر پر بیٹھا تقریر کررہا ہے، اپنے ایک طالب علم کو آواز دی، ارے فلاں اس نے کہا جی، کہنے لگا ایک گلاس پانی لاؤ لیکن وہ طالبعلم یوں ہی بیٹھا رہا، پانی نہ لایا تو اب لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھو میں نے تو اسے آواز دی کہ جاؤ پانی لاؤ لیکن اس نے میری بات نہیں مانی اور پانی نہیں لایا اور تم تو یوں ہی آوازیں لگاتے ہو یا فلاں بابا یا فلاں بابا وہاں کچھ ہے نہیں تو تمہیں کیا حاصل ہوگا؟ اس مجلس میں ایک سر پھرا بھی بیٹھا تھا اسے کہنے لگا میں تمہیں کنوئیں میں پھینکتا ہوں تم یا اللہ یا اللہ پکارو اللہ آئے اور تمہیں کنوئیں

سے باہر نکال لے---استغفر اللہ معاذ اللہ۔ دونوں نے غلط بات کی، پہلے نے غلط سوال اٹھایا دوسرے نے اسے غلط جواب دیا کیونکہ غلط بات کا جواب بھی غلط ہی ہوتا ہے، ہم اس قسم کی باتوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

آج آپ کے سامنے حضور غوث اعظم ﷺ کی استقامت کا ایک واقعہ بیان کرتا ہوں تا کہ آپ کا ایمان تازہ ہو جائے۔ حضور غوث اعظم ﷺ کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے۔ آپ نے ایک بحری جہاز روانہ فرمایا اطلاع آئی کہ آپ کے کپڑے کا جہاز ڈوب گیا آپ نے مراقبہ فرمایا اور فوراً سر اقدس اٹھا کر ارشاد فرمایا الحمد للہ، کچھ دنوں کے بعد پھر خبر آئی کہ آپ کے کپڑے کا وہ جہاز ڈوبا نہیں بلکہ طوفان کی زد میں آ گیا تھا اب طوفان سے بخیریت بچ کر ساحل تک پہنچ گیا ہے۔ آپ نے پھر مراقبہ فرمایا اور سر اقدس اٹھا کر تین بار فرمایا الحمد للہ، الحمد للہ، الحمد للہ فرمایا۔ سید علی ہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے پوچھا، وہ آپ کے مرید نہیں تھے، بہت بڑے عالم تھے اور حضرت خواجہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اور انہوں نے تربیت کے لئے انہیں آپ کی صحبت میں بھیجا تھا یعنی حضور غوث اعظم ﷺ انکے مرشد صحبت تھے۔ آج کل تو عجیب صورتحال ہے اگر ایک پیر کا مرید کسی دوسرے کے پاس چلا جائے تو پیر صاحب ڈنڈا لے کر مرید کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ سب سلاسل ایک ہیں قادری ہوں، چشتی ہوں، نقشبندی ہوں کہ سہروردی، سب ایک ہی سب ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔ ایک ہی تنا ہے یوں سمجھو کہ اس کا نام جناب محمد رسول اللہ اور یہ چار سلسلے اس کی چار شاخیں ہیں۔ کیا شاخیں درخت سے جدا ہو سکتی ہیں، ہرگز نہیں اور پھر یہ دیکھو کہ ہر شاخ پر کتنی ٹہنیاں ہیں وہ سب ٹہنیاں اور شاخیں اس ایک درخت کے وجود کا حصہ ہیں۔ حضرت سید علی ہیتی رحمۃ اللہ علیہ کی بات کر رہا تھا کہ وہ آپ کی خدمت اقدس میں رہا کرتے تھے اور آپ کی ہر بات نوٹ کرتے رہتے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا شیخ ایک بات عرض کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا پوچھو کہنے لگے جب اطلاع آئی کہ جہاز غرق ہو گیا ہے تو اس وقت آپ نے الحمد للہ پڑھا اور جس وقت جہاز کے بچ جانے کی خبر آئی تو پھر بھی آپ نے الحمد للہ فرمایا یہ کیا راز ہے؟ قربان جاؤں اس پوچھنے والے سے جس نے پوچھ کر سب کو فائدہ پہنچایا اور آج تک یہ بات سمجھی جا رہی ہے۔ جناب غوث اعظم ﷺ نے فرمایا جب جہاز کے غرق ہونے کی بات کی گئی تو میں نے اپنے دل کی طرف دیکھا کہ اس صدمے سے اس پر کچھ اثر تو نہیں ہوا، میں نے دیکھا کہ وہ بدستور یاد الٰہی میں مشغول تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا

شکر ادا کیا جس نے مجھے ایسا دل عطا فرمایا جس میں صرف اور صرف اسی کی محبت ہے اور جب جہاز نکلنے کی بات ہوئی تو پھر میں نے اپنے قلب پر نگاہ ڈالی تو میں نے دیکھا کہ اس خوشی کا بھی میرے دل پر کوئی اثر نہیں ہوا اور حسب معمول وہ مشغول بحق تھا تو پھر میں نے اپنے رب تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اے اللہ شکر ہے کہ میرے دل میں تیرے خوف وغم کے سوا کوئی خوف وغم نہیں اور تیری خوشی کے سوا کوئی خوشی نہیں یہ ہے کہ مقام ولایت یہ ہے مقام غوث اعظم ﷺ۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ

آپ تقویٰ کے کس مقام پر فائز تھے اس کا ذکر بھی سن لیں۔ آپ کے زمانہ طالبعلمی کی بات ہے ایک بزرگ کا بہت چرچا ہوا۔ آپ کے دو ساتھی اور آپ دارالعلوم سے نکلے تا کہ وہاں جا کر ان سے بیعت کر لیں۔ ان کی خدمت میں پہنچے مغرب اور عشاء کی نماز ان کے پیچھے پڑھی، کھانا کھایا، آپ کے دونوں ساتھی مرید ہو گئے لیکن آپ نے ان کی بیعت نہ کی، وہ دونوں ساتھی خفا ہوئے کہنے لگے تم مرید کیوں نہیں ہوئے تو آنے فرمایا بالکل ٹھیک ہے یہ بڑے بزرگ اور ولی اللہ شخص ہیں مگر ایک بات میں نے ان میں دیکھی جو تقویٰ کے خلاف ہے اور اسی لئے میں ان کا مرید نہیں ہوا اور وہ یہ کہ انہوں نے جب وضو کیا تو سنتِ مطہرہ کے مطابق کسی اونچی جگہ بیٹھ کر نہیں کیا حالانکہ حدیث شریف ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ وضو کرتے وقت اونچی جگہ بیٹھا کرو تا کہ پانی کے چھینٹوں سے تمہارے کپڑے خراب نہ ہوں پس ان کی یہ خلاف سنت بات مجھے پسند نہیں آئی اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ دیکھو کہ اللہ کے ولیوں میں کتنا تقویٰ ہے وہ تقویٰ کا کس قدر خیال رکھتے ہیں اور سنت نبویہ ﷺ کا کتنا لحاظ کرتے ہیں

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

کئی باتیں ذہن میں آرہی ہیں اور ساتھ ساتھ ہوتی جائیں تو اچھا ہے۔ آج کل لوگ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پر بڑا اعتراض کرتے ہیں اور جہاں پر بھی ان کا بس چلتا ہے تو اسے مٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ قصہ خوانی بازار کی مسجد میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ لکھا ہوا تھا، مخالفین نے اسے کاٹ دیا تھا جس کے خلاف پشاور شہر میں شمع رسالت مآب ﷺ کے پروانوں نے جلوس نکالے، وڈیگہ سے بھی بہت لوگ گئے تھے، خوب ہنگامہ آرائی ہوئی آخر کار انہیں چار و ناچار تسلیم کرنا پڑا اور وہاں دوبارہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ لکھا گیا۔ یہ مختلف قسم کے فرقے ہیں جو پیدا ہوتے

رہیں گے مگر اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرمائے اور نیک لوگوں کی صحبت نصیب فرمائے۔۔۔ آمین۔

آپ دیکھیں پانچ وقت کی نماز ہم پڑھتے ہیں اور پھر ہر دو رکعت کے بعد نماز میں التحیات پڑھی جاتی ہے۔ التحیات للہ و الصلوۃ و الطیبات کے بعد ہم پڑھتے ہیں السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ اب نماز کے اندر تو ہر نمازی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سلام عرض کرتا ہے اور سلام کے ساتھ ساتھ رحمت اور برکت بھی بھیجتا ہے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ نماز میں یہ التحیات اور سلام پڑھنا واجب ہے اگر چار رکعت نماز کوئی پڑھ رہا ہے اور دوسری رکعت میں تشہد میں بیٹھنا اور یہ پڑھنا بھول جائے اور کھڑا ہو جائے تو پھر چوتھی رکعت میں اس کے لئے سجدہ سہو کرنا لازمی ہے اگر سجدہ سہو نہیں کرے گا تو نماز نہیں ہو گی۔ کیونکہ اس میں السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ نہیں پڑھا گیا یعنی نبی اکرم ﷺ پر جب تک نماز میں سلام نہیں بھیجے گا نماز نہیں ہو گی لیکن اگر کوئی نماز سے باہر پڑھ لے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے، کیا ہم نماز سے باہر اگر سلام پڑھ لیں تو کافر ہو جائیں گے؟ کہاں کی عقل ہے؟ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ پتھر بھی بارگاہ نبوت ﷺ میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا کرتے تھے۔ یہ لوگ جو درود وسلام کے منکر ہیں یہ ان پتھروں سے، جمادات سے بھی گئے گزرے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ جب ہم درود وسلام پڑھتے ہیں تو حضور ﷺ ہمارا درود سنتے ہیں حضور ﷺ ہمارے نام سے بھی واقف ہیں ہمارے باپ کے نام سے بھی واقف ہیں ہمارے قبیلے سے بھی واقف ہیں۔

''دلائل الخیرات'' شریف کے مقدمے میں ایک حدیث شریف ہے اور یہ دلائل الخیرات شریف وہ کتاب ہے جسے پڑھ کر نیک لوگ ولی ہو جاتے ہیں اور ولی پڑھتے پڑھتے ولی کامل ہو جاتے ہیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جو اہل محبت جہاں پر بھی ہو اور مجھ پر درود پڑھتا ہے تو میں اس کے درود کو سنتا ہوں بلکہ فرمایا میں اس کے نام سے بھی واقف ہوں اس کے باپ کے نام اور اس کے قبیلے سے بھی واقف ہوں''۔

ایک دوسری حدیث شریف میں آیا ہے

''جو شخص میری قبر مبارک پر کھڑا ہو کر درود وسلام پڑھتا ہے میں اس کے درود وسلام کو سنتا ہوں''۔ یعنی حضور ﷺ کے غرفہ مبارک اور پیاری پیاری سنہری جالیوں کے سامنے کھڑے ہو کر جب درود پڑھا جائے تو حضور ﷺ اسے سنتے ہیں اور سنتا کون ہے وہی جو زندہ ہوتا ہے ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے نبی پاک ﷺ حیات ہیں۔

ایک دوسری حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو تمام روئے زمین پر پھرتے ہیں اور جہاں کہیں کوئی مجھ پر درود و سلام پڑھتا ہے تو مجھے پہنچاتے ہیں۔ معلوم نہیں آج کل لوگ درود شریف کے کیوں منکر ہو گئے ہیں۔ بڑی بڑی لمبی داڑھیاں رکھی ہوئی ہیں، تبلیغ کرتے ہیں لیکن لوگوں کو درود و سلام پڑھنے سے روکتے ہیں بلکہ اپنی کتابوں سے اپنے ہی بڑوں کی لکھی ہوئی کتابوں سے "فضائل درود" والا حصہ نکال دیا ہے جس میں درود و سلام پڑھنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ یوں سلام بھیجو

الصلوٰۃ والسلام علیک یا اول الصلوٰۃ والسلام علیک یا آخر

اس صورتحال پر بڑا افسوس ہوتا کہ ان لوگوں کو حضور پاک ﷺ کے ساتھ کس قدر دشمنی ہے جو نہ خود درود و سلام پڑھتے ہیں اور نہ دوسروں کو پڑھنے دیتے ہیں اور اپنی کتابوں سے درود و سلام کو نکال دیتے ہیں۔ یہ اپنے خیال میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان گھٹانے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ جس کی شان بلند فرمائے اس کی شان کون کم کر سکتا ہے۔ یہ انسان کی اپنی غلط فہمی ہوتی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیارے محبوب ﷺ کی شان میں ارشاد فرماتا ہے

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا، وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا۔

(الاحزاب ۳۳: ۴۵)

ترجمہ: اے نبی پاک (ﷺ) بے شک ہم نے آپ کو گواہ، خوشخبری دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور بیشک آپ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے اور اس کی طرف سے روشن آفتاب ہیں۔

اس موقع پر ایک حدیث شریف یاد آ رہی ہے جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شاہد و مبشر ہونے کا واضح حال معلوم ہو رہا ہے اور حضور ﷺ کی نظر مبارک اور سماعت مبارک کا کچھ اندازہ ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کہاں تک دیکھ سکتے ہیں اور کہاں تک سماعت فرما سکتے ہیں، یہ آپ ﷺ کا معجزہ ہے۔

پیارے محبوب ﷺ نے مدینہ منورہ میں ایک لشکر تیار فرمایا جس نے ایک مہینے کی مسافت پر جا کر لڑنا تھا لیکن لشکر کی روانگی سے پہلے ہی آپ ﷺ نے فرمایا ان کا سپہ سالار زید ہوگا پھر عبداللہ بن رواحہ اور پھر جعفر بن ابی طالب ہوگا اور اس کے بعد وہ جن کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے۔ لشکر چلا گیا، ایک ماہ کی مسافت پر مدینہ منورہ سے دور جہاد میں مصروف ہے۔ میرے سرکار ﷺ مدینہ میں منبر پر تشریف فرما ہیں۔

سرکار کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر بتر ہے اور فرماتے ہیں زید شہید ہو گیا، عبداللہ بن رواحہ شہید ہو گیا، جعفر بن ابی طالب شہید ہو گیا۔ اب خالد بن ولید نے علم اٹھا لیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر فتح دی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ دیکھنا معجزہ ہے۔

اس طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دور خلافت میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر بیٹھے بیٹھے ایک مہینے کی مسافت پر لڑنے والے لشکر کو دیکھا تھا اور ہدایات بھی دی تھیں جو ان کی کرامت ہے اور یہ کرامت کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔

اسی لئے تو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میرا مرید مشرق میں ہے اور میں مغرب میں ہوں اور اس کا آزار بن ٹوٹ گیا ہے، تو میرے ہاتھ اللہ تعالیٰ نے اتنے لمبے کئے ہیں کہ میں مغرب سے مشرق پہنچ کر اس کا آزار بند باندھ دوں گا، اسے بے پردہ نہیں ہونے دوں گا۔ یہ کیا ہے، یہ مقام ولایت ہے اور بات ہو رہی ہے مقام نبوت کی تو سنیں حدیث شریف کا اگلا حصہ سنیں اور اپنا ایمان تازہ کریں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہیں اور فرماتے ہیں علیک السلام علیک السلام علیک السلام تین بار فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے ماں باپ آپ پر قربان آپ کس کے سلام کا جواب دے رہے ہیں ہمیں تو کوئی نظر نہیں آ رہا ہے۔ پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جعفر بن ابی طالب اڑ کر یہاں سے گزرا تو مجھے سلام کیا، میں نے اس کے سلام کا جواب دیا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جعفر طیار جنت میں اُڑ رہا ہے--- سبحان اللہ! مسجد نبوی میں منبر پر بیٹھے بیٹھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینے کی مسافت پر میدان جنگ ملاحظہ فرمایا اور وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت کا منظر دیکھ کر مدینہ والوں کو مطلع فرمایا۔ فضاء میں جعفر طیار کو اڑتے ہوئے بھی دیکھا اور اس کے سلام کا جواب بھی دیا پھر اسے جنت میں اڑتے ہوئے بھی دیکھا یعنی زمین، فضا اور جنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں کے سامنے ہے اسی لئے تو وہاں کی خبریں دے رہے ہیں--- سبحان اللہ۔

پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اولیاء اللہ کی پہچان بھی بتائی اس ضمن میں ہماری پوری پوری رہنمائی فرمائی۔ فرمایا اولیاء اللہ کی نشانی یہ ہے کہ جب تم ان کے چہرے کی طرف دیکھو تو تمہیں خدا یاد آ جائے اور یہ حق ہے اللہ تعالیٰ کے ولی ایمان کا نمونہ ہیں، تقویٰ کا نمونہ ہیں ان کو دیکھتے ہیں اللہ یاد آ جاتا ہے وہ الذین امنوا و

کَانُوْا یَتَّقُوْنَ حقیقی نمونہ ہوتے ہیں اور انہی کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ ان اولیاء اللہ کے لئے دنیا اور آخرت میں خوشخبریاں ہیں۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا جو ولی ہوتا ہے وہ جنتی ہوتا ہے۔ آج بد بخت کہتے ہیں کہ تمہیں کیا پتہ کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ ایمان لے کر گئے ہیں کہ نہیں؟ ہم کہتے ہیں ہمیں معلوم ہے کیونکہ جب وہ خدا کا ولی ہے تو اس کے لئے دنیا و آخرت میں بشارت ہے، میرے استاد محترم نے بشارت کے معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے مراد ان کی کرامتیں ہیں ان کے ہاتھ سے ایسی باتیں سرزد ہوں گی جو لوگوں کے عقل میں نہیں آئیں گی۔ یہ دنیا کی بشارت ہے اور آخرت کی بشارت یہ ہے کہ وہ اپنے مریدوں کو اپنے ساتھ لے کر جنت میں جائیں گے، یہ بڑے لجپال ہوتے ہیں جو ان کا دامن پکڑ لے وہ اسے چھوڑتے نہیں، اسے مایوس نہیں کرتے۔

پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شخص تہجد کے وقت وضو کروایا کرتا تھا ایک دن رحمت جوش میں آئی اور فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے؟ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا پتہ چلتا ہے کہ دونوں عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ نبوت میں ہیں اور پھر مانگنے والا بھی صحابی تھا اس کے ایمان کے قربان کہ اس نے کیا مانگا؟ دولت نہیں مانگی، دنیا نہیں مانگی، کیا بات کی اس نے، کہنے لگا حضور عرض یہی ہے کہ جنت میں بھی اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کراتا رہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ ناممکن ہے بلکہ فرمایا جو جس سے محبت کرے گا وہ جنت میں اس کے ساتھ ہوگا۔ تو ثابت ہوا کہ جو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے محبت کرے گا تو جنت میں ابھی حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوگا اور جب فتح شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کرو گے تو اس کے ساتھ ہو گے۔

لَا تَبْدِیْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ: اللہ تعالیٰ کے اس نظام میں تبدیلی نہیں ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے جن کی شان میں فرمادیا کہ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ ہم ان کے ولی ہیں ان کے کارساز ہیں۔ ایک ہوتے ہیں اولیاء اللہ یعنی اللہ کے دوست یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کے لئے فرمایا کہ ہم ان کے ولی ہیں۔ دونوں میں بڑا فرق ہے، اولیاء اللہ دعائیں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے لیکن جن کے ولی اللہ ہو جائیں جن کو یہ مقام نصیب ہو جائے تو پھر انہیں دعا کی ضرورت نہیں ان کے ارادہ اور خواہش سے ہی اللہ تعالیٰ ان کا کام کر دیتا ہے۔ فرمادیا فِی وَ لَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ یاد رکھنا چاہئے کہ انبیاء و اولیاء کی خواہشات بھی نہایت پاکیزہ اور عظیم ہوتی ہیں۔ وہ نفسانی خواہشات سے پاک ہوتے ہیں، کہیں ان کی خواہشات کو بھی

تم اپنی خواہشات پر قیاس نہ کرتے رہو، انہیں اپنے جیسامت سمجھو۔

حضور نبی کریم ﷺ کو ابتداء میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ملا تھا لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش تھی کہ بیت اللہ شریف قبلہ ابراہیمی آپ ﷺ اور امت محمدیہ ﷺ کا قبلہ بن جائے، حضور ﷺ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان الفاظ میں بیان فرمایا قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِکَ فِی السَّمَاءِ (البقرہ ۲ : ۱۴۴) یعنی اے میرے پیارے محبوب (ﷺ) ہم تیرے چہرہ اقدس کا بار بار آسمان کی طرف اٹھانا دیکھ رہے ہیں۔

فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا : تو ضرور ہم آپ کو اس قبلے کی طرف پھیر دیں گے جو آپ کو پسند ہے۔

فَوَلِّ وَجْهَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ : پس ابھی اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر دو۔

سبحان اللہ -- اس میں حضور ﷺ کی دعا کرنے کا ذکر نہیں بلکہ حضور ﷺ کی یہ خواہش تھی، دل میں یہ ارادہ پیدا ہوا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے پورا فرمادیا۔ اسی طرح بعض اولیاء اللہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کی متابعت میں اس مقام بلند پر فائز ہو جاتے ہیں اور نحن اولیکم کے زمرے میں داخل ہو جاتے ہیں تو پھر ان کے ارادے سے کام ہوتے ہیں، کام کرنے والی ذات تو اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ کے ہاتھ پر ان کرامات کا ظہور اس لئے ہوتا ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ان دوستوں کو پہچان لیں، ان کی صحبت میں آئیں تا کہ وہ بھی تاریکیوں سے نکل کو مقام نور پر فائز ہو جائیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا قرب حاصل کرلیں، حضور غوث اعظم ؓ فرماتے ہیں کہ

-- میری آنکھیں لوح محفوظ کے اندر لگی ہوئی ہیں۔

-- جو نہ ٹلنے والی قضا ہے وہ بھی میری دعا سے اللہ تعالیٰ ٹال دیتا ہے۔

-- میرا مرید جب مصیبت و تکلیف میں ہو اور مجھے پکارتا ہے تو میں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس کی تکلیف دور کرتا ہوں۔

--- اللہ تعالیٰ نے مجھے اولیاء کی سرداری عطا فرمائی، میری گردن پر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا قدم ہے اور میرا قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے۔

--- میں اس وقت جنت جاؤں گا جب میرے سارے مرید جنت میں چلے جائیں گے۔ (باقی صفحہ آخر پر)

تعزیت

عالمی مُبلّغ اسلام اور ورلڈ اسلامک مشن کے جنرل سیکرٹری حضرت علامہ ارشد القادری طویل عرصہ صاحب فراش رہنے کے بعد ۵ صفر المظفر ۱۴۲۳ھ/۲۹ اپریل ۲۰۰۲ء کو دہلی (بھارت) میں انتقال فرما گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

علامہ مرحوم کی ولادت ہندوستان کے ضلع بلیا کے نواح میں موضع ''سید پور'' میں ۱۹۲۴ء کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے آبائی گاؤں میں حاصل کی۔ بعد ازاں برصغیر پاک و ہند کی مشہور و معروف دینی درسگاہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور (انڈیا) سے دینی علوم کی تحصیل کی اور جلد ہی اپنی اعلیٰ صلاحیتوں کی بدولت آسمان علم و تحقیق کا ایک روشن ستارہ بن کر اُبھرے۔ مرحوم نہ صرف یہ کہ اعلیٰ پائے کے مصنف تھے بلکہ آپ کی ذات ایک شعلہ بیان خطیب کی حیثیت سے بھی متعارف تھی۔

قحط الرّجال کے اس دور میں آپ کا وجود باغنیمت تھا۔ اشاعت و تبلیغ دین کے سلسلے میں آپ کی گرانقدر خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں۔ عہد حاضر کے محققین و مصنفین میں مرحوم کا اسمِ گرامی امتیازی حیثیت کا حامل ہے۔ مرحوم نے ہر مقام پر مسلک اہل سنت و جماعت کی مکمل تائید و حمایت کرتے ہوئے باطل و فاسد عقائد کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ایسی تصانیف سپرد قلم کیں جن کا جواب نہیں۔ آپکی تحریروں کی بدولت ہزاروں گم کردہ راہوں کو صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی ملی ہے اور ملتی رہے گی۔

نیز ہندوستان کی ہر گوشے میں دینی درسگاہیں بھی قائم کیں جن میں جامعہ فیض العلوم جمشید پور، جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ دہلی نمایاں اہمیت رکھتی ہیں۔ علاوہ ازیں دعوتِ اسلامی پاکستان اور ورلڈ اسلامک مشن جیسے ادارے بھی آپکی سرپرستی میں کام کرتے رہے۔

مرحوم عقلی و نقلی دونوں علوم میں کامل دسترس اور عبور رکھتے تھے۔ آپ امامِ اہلسنت اعلیٰحضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفِ اصغر مفتیٔ اعظم ہند علامہ محمد مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ کے دست مبارک پر شرف بیعت و خلافت سے سرفراز تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق و طفیل فاضل مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور مرحوم کو اپنا خاص مقام قرب عطا فرمائے --- (آمین)۔ ادارہ الحسن علامہ موصوف کے متوسلین و معتقدین کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

قطعہ تاریخ (سال وصال)

حضرت غوثِ الاعظم الشیخ سیدنا عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ

سالِ وصال ۵۶۱ھ

شان سبیل حق	۵۶۱	راہ بر منزل طیبہ	۵۶۱
وجیہہ الوقت	۵۶۱	شمع بزم ایمان	۵۶۱

بہ شرق و غرب بزم رنگ و بو میں ہے حضرت غوث اعظم کا بڑا نام
فروغ شمع دینِ حق کی خاطر نہایت معتبر ہے آپ کا کام
مسلسل اور موثر کی جدوجہد زباں سے بھی، قلم سے بھی لیا کام
خطابت صاف گوئی کا نمونہ نہ تھا تحریر میں بھی کوئی ابہام
خوش اسلوبی سے مخلوقِ خدا تک خدا کے دین کے پہنچائے احکام
تدبر سے وہ پھیلایا ہر سو محمد مصطفی کا جو ہے پیغام
نہ تحسین و ستائش کی تمنا نہ خوف و خدشہ الزام و دشنام
مے گیلاں کی عالمگیر تنویر شہ بغداد کا ہے فیض فقر عام
عجم میں دھوم ہے، چرچا عرب میں وہ ممدوح ملل، مقبول اقوام
خسارے میں رہا ہر دشمن ان کا رہا ہے ہر مقابل ان کا ناکام
نہ تھا ایسا کوئی صیاد دوراں جو اس شاہین کو لاتا تہ دام
گدائے میکدہ ہوں اس کا میں بھی وہ ساقی بھرتا رہتا ہے مرا جام
سحاب جود و بخشش ذات پاکش وجودش قلزم الطاف و اکرام

کہا اس شاہ باز اوج حق کا
سن ترحیل ''بزم فقر اسلام''
۵۶۱

قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ

علامہ محمد منشاء تابش قصوری

حضور سیدنا غوث اعظم ﷜ کا یہ معرکۃ الآراء ارشاد اپنے اندر علوم وفنون کا ایک جہان آباد کئے ہوئے ہے، اکابر ملت اور اولیائے امت آپ کے اس ولایت پرور اعلان پر اپنے سر خم کرتے آرہے ہیں، صاحبان مرفت وحاملان فراست نے آپ کی ولادت باسعادت سے صدیوں پہلے بشارت فرما دیا تھا کہ ایک دن یہ کلمات بر سر منبر شہنشاہ بغداد محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ﷜ اعلانیہ فرمائیں گے اور روئے زمین پر جہاں جہاں بھی اولیائے کرام قیام پذیر ہوں گے، وہ اس ارشاد عالی "قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ" کو سماعت کرتے ہی اپنی گردنوں کو جھکا دیں گے۔ چنانچہ اسلاف کی بشارتوں کے عین مطابق آپ بغداد شریف کی جامع مسجد کے منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو بالہام الٰہی آپ فرمانے لگے قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ تو یہ سنتے ہی تمام حاضر علماء ومشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنی گردنیں خم کردیں۔ حضرت صاحب زادہ پیر سید نصیر الدین نصیر گیلانی گولڑوی مدظلہ رقمطراز ہیں:

"حضور غوث پاک ﷜ کی کرامات جلیلہ کی فہرست میں یہ اعلان عظیم الشان معرکہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ مستند روایات میں ہے کہ جس مجلس وعظ میں آپ نے یہ اعلان فرمایا اس میں عراق کے تقریباً تمام معتدد مشائخ اور علماء موجود تھے، انہوں نے اس اعلان پر اپنی گردنیں خم کیں اور جب یہ آواز اکناف عالم میں پھیل گئی تو کائنات میں موجود تمام اولیاء اللہ نے اپنی اپنی گردنیں جھکا دیں۔ بعض تذکروں میں تو عرب وعجم کے ایسے مشائخ کی فہرست بھی موجود ہے، ایک روایت کے مطابق حرمین شریفین، عراق، شام، یمن، حبشہ، کوہ قاف، سراندیپ اور دنیا کے دیگر مختلف مقامات پر حضور غوثیت مآب کے اس ارشاد گرامی پر ۳۱۳ عظیم المرتبہ اور جلیل القدر مشائخ نے اپنی گردنیں جھکائیں اور تمام اولیائے کرام، ابدال اور رجال الغیب نے تہنیت پیش کی۔ اس لئے کہ آپ کا یہ ارشاد بہ امر الٰہی تھا اور متعدد مشائخ کبار اس اعلان کی پیش گوئی فرما چکے تھے۔" (نام ونسب صفحہ ۵۸۸--۵۸۷)

حضرت سیدنا خواجہ اویس قرنی ﷜: علامہ عبدالقادر قادری بن شیخ محی الدین اربلی قادری ﷫ "منازل الاولیاء فی فضائل الاصفیا" کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت سیدنا عمر بن خطاب فاروق اعظم ؓ اور حضرت علی المرتضیٰ ؓ، نبی کریم مخبر صادق، رسول اعظم ﷺ کی حسب وصیت حضرت اویس قرنی ؒ کے پاس پہنچے، حضور سید عالم ﷺ کا مبارک جبہ، آپ ﷺ کا سلام اور امت محمدیہ کے لئے دعا کا پیغام پہنچایا، حضرت خواجہ اویس قرنی ؒ سنتے ہی سجدے میں چلے گئے اور امت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے لئے دعائے مغفرت کی۔ ندا آئی، اپنا سر اٹھایئے میں نے تمہاری شفاعت سے نصف امت کو بخش دیا اور باقی نصف کو اپنے محبوب کی شفاعت سے بخشوں گا۔ عرض کی الٰہی! تیرا محبوب کون ہے؟ ندا آئی: ھو محبوبی و محبوب حبیبی و حجتنا علی اھل الارض و قدماہ علی رقاب الاقطاب و الاولیاء الاولین و الا خرین سوی الصحابۃ و الائمۃ و من یقبلہ یکن احبابی --- وہ میرا محبوب اور میرے حبیب ﷺ کا محبوب ہے، قیامت تک ہماری طرف سے اہل زمین کے لئے حجت ہوگا، صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت کے سوا تمام اولین و آخرین کی گردنوں پر اس کے قدم ہوں گے اور جو اس اعلان پر عمل پیرا ہوگا وہ میرے احباء میں سے ہوگا''

حضرت جنید بغدادی ؒ ایک بار خطبہ جمعہ کے دوران بشارت دی کہ پانچویں صدی ہجری میں رسول کریم ﷺ کی اولاد اطہار میں سے جیلان میں ایک قطب پیدا ہوگا، جس کا لقب محی الدین اور نام عبدالقادر ہوگا۔

ھو الغوث الاعظم ... و یکون مامورا بان یقول قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی و لیۃ للہ من الاولین و الآخرین، سوی الصحابۃ و الائمۃ من ذریۃ خاتم النبین صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ اجمعین

''وہ غوث اعظم ہوں گے انہیں یہ اعلان کرنے کا حکم دیا جائے گا کہ میرا قدم صحابہ کرام اور ائمہ اطہار کے علاوہ اولین و آخرین کے ہر ولی اور ولیہ کی گردن پر ہے''

حضرت شیخ ابوبکر ہوار بطائحی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن اپنی مجلس میں فرمایا:

سوف یظھر بالعراق رجل من العجم عالی المنزلۃ عند اللہ و الناس اسمہ عبدالقادر مسکنہ ببغداد و یقول قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ

''عنقریب عراق میں ایک عجمی مرد ظہور پذیر ہوگا جو اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے نزدیک بلند مرتبت ہوگا، اس کا نام نامی عبدالقادر رضی اللہ عنہ اور اس کی سکونت بغداد شریف میں ہوگی، جو اعلان فرمائے گا کہ میرا یہ قدم اللہ تعالیٰ کے ہر ولی کی گردن پر ہے''

ایسی روایات کا منظوم خلاصہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز یوں بیان کرتے ہیں:

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

ایک اور منقبت میں عقیدت کے یوں موتی بکھیرتے ہیں:

الوہیت میں نبوت کے سوا تو تمام افضال کا قابل ہے یا غوث
نبی کے قدموں پر ہے جز نبوت کہ ختم اس راہ میں حائل ہے یا غوث
الوہیت ہی احمد نے نہ پائی نبوت ہی سے تو عاطل ہے یا غوث
صحابیت ہوئی پھر تابعیت بس آگے قادری منزل ہے یا غوث
ہزاروں تابعی سے تو فزوں، ہاں وہ طبقہ مجملا فاضل ہے یا غوث

حضرت امام شیخ ابو یعقوب یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ۴۶۸ھ میں حضرت شیخ ابو احمد عبداللہ جوی حنفی سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ عنقریب سرزمین عجم میں ایک سعادتمند بچہ پیدا ہوگا جو کرامات عظیمہ، منازل جلیلہ کا حامل ہوگا اور تمام اولیائے کرام کے ہاں اسے پوری طرح مقبولیت کا شرف حاصل ہوگا وہ اعلانیہ فرمائیں گے: قدمی هذا علی رقبة کل ولی الله -- الی آخرہ

''میرا یہ قدم تمام اولیائے کرام کی گردنوں پر ہے اور تمام ہم عصر ولی اپنی گردنیں ان کے قدموں میں بچھا دیں گے، جس کے باعث انہیں اہل زمان پر فضیلت حاصل ہوگی اور وہ ان کی زیارت کے فیضان و برکات سے بہرہ مند ہوں گے۔''

یوں ہی حضرت شیخ تاج العارفین، ابوالوفا حضرت شیخ عقیل منبجی، حضرت شیخ علی بن وہب سنجاری، حضرت حماد بن مسلم دباس رحمۃ اللہ علیہ ایسے بہت سے اکابر اولیاء کرام نے آپ کی عالم دنیا میں جلوہ گری سے قبل بشارت سے نوازا تھا۔ اب وہ بشارت زیب نظر کی جاتی ہے۔ جس سے براہ راست آپ مستفیض ہوئے،

میرے پیش نظر حضرت شاہ غلام علی دہلوی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات گراں مایہ پر مشتمل کتاب "درالمعارف" ہے جسے آپ کے جلیل القدر خلیفہ حضرت شاہ رؤف نقشبندی مجددی نے جمع کیا، جس کے کئی ایڈیشن برصغیر پاک وہند میں شائع ہوئے، دیگر ممالک میں بھی طباعت سے آراستہ ہوئے، میرے پاس جو نسخہ موجود ہے یہ ترکیہ استنبول مکتبہ ایشیق سے چھپا ہے، جس کا سال طباعت ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء ہے اس میں وہ ایمان افروز ملفوظ اقدس موجود ہے، جس میں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت خصوصاً اعلان غوثیہ کا تذکرہ مرقوم ہے، حضرت شاہ رؤف احمد نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"غلام بحضور قبلہ خاص وعام حاضر گردید حضرت ایشاں قلبی وروحی فداہ ارشاد فرمودند کہ حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ خورد سال بود ودر آن عہد یک عارف کامل وغوث وقت در بغداد بود کہ گاہے از نظر مردمان غائب می شد وگاہے حاضر، غوث اعظم برائے زیارت آن بزرگ رحمۃ اللہ علیہ رفتند در اثناء راہ دیگر شخصے ملاقی شدہ گفت شما کجا میروید ایشاں فرمودند برائے زیارت آں بزرگ۔ آں شخص گفت من نیز در آن جا میروم وامتحان کمال خواہم کرد۔ پس شخصے دیگر ابن سقہ آمد وگفت کہ من ہم بنزد آن بزرگ میروم ویک مسئلہ پرسم کہ جواب از آں نیاید چوں حضرت غوث الاعظم مع آں دوکساں بخدمت بزرگ رسیدند آں بزرگ فرمودند آں ہر دوکساں راکہ شما نزد من برائے امتحان آمدہ آید، مسئلہ شما این است وجواب شما ایں مسئلہ ہر یک وجواب ہر یک فرمودند۔ بعد از اں یک کس را فرمودند کہ تو در دنیا غرق باد۔ چناں شد ویک کس را فرمودند کہ ایمان تو سلب کردہ شد۔ اتفاقاً آں شخص عقد خود از دختر امیر نصرانیاں نمود نصارٰی شد بوقت نزع اور را گفتند کہ تو عالم وحافظ کلام اللہ بودی۔ چیزے یاد داری گفت ہمہ فراموش از دلم گردید مگر یک آیت یاد دارم وآں اینست

ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین (سورۃ الحجر:۲)

پس آن بزرگ حضرت غوث الاعظم را فرمودند کہ شما رحمۃ اللہ علیہ دریں جا آمدہ آید مرتبہ شما بلند خواہد شد ومی بینم کہ شما بر منبر استادہ خوانید گفت کہ قدمی علی کل رقبۃ کل اولیاء اللہ و ایضاً حضرت ایشاں فرمودند کہ حضرت حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ ہم حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ را نیز ہمیں بشارت دادہ بودند۔

"غلام حضور قبلہ خاص وعام (شاہ غلام علی علیہ الرحمہ) کی خدمت میں حاضر ہوا، میرے دل وجان ان پر قربان ہوں، وہ فرما رہے تھے کہ حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بچپن میں تھے کہ

اسی زمانے میں ایک ایسے بزرگ بغداد شریف میں تشریف لائے جنہیں یہ کمال حاصل تھا کہ وہ کبھی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے کبھی حاضر۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اس بزرگ کی زیارت کے لئے جا رہے تھے کہ ایک اور شخص کی سر راہ ملاقات ہوگئی، اس نے کہا آپ کہاں جا رہے ہیں؟ فرمایا، فلاں بزرگ کی زیارت کے لئے۔ وہ کہنے لگا میں بھی وہاں چلتا ہوں اور ان کے کمال کا امتحان لوں گا، پھر اسی اثناء میں ابن سقہ نامی ایک شخص آیا، اس نے کہا، میں بھی تمہارے ساتھ اس بزرگ کے پاس چلتا ہوں، میں ان سے ایک ایسا مسئلہ دریافت کروں گا جس کا وہ جواب نہیں دے سکیں گے۔ جب حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ان دونوں کے ساتھ اس بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس بزرگ نے ان دو شخصوں سے فرمایا کہ تم دونوں میرے پاس امتحان لینے آئے ہو، لو یہ ہے تمہارا مسئلہ اور یہ ہے اس مسئلے کا جواب، یہاں تک کہ ہر ایک کا سوال اور اس کا جواب ارشاد فرمایا، پھر بعد میں اس بزرگ نے ایک شخص کو فرمایا تو دنیا کی محبت میں فنا ہو جائے گا، پس پھر ویسے ہی ہوا اور دوسرے شخص سے فرمایا تمہارا ایمان سلب ہو جائے گا، (مرتد ہو کر مرے گا) اتفاقاً اس شخص نے ایک عیسائی حکمران کی لڑکی سے نکاح کیا اور عیسائیوں سے جا ملا، جب اس پر نزع کا عالم طاری ہوا تو کسی شخص نے اسے کہا، تم حافظ و عالم تھے، اس وقت تجھے کوئی بات یاد رہی؟ وہ بولا سب سلب ہو گیا ہے، البتہ یہ آیت یاد ہے کہ "پھر کافر تمنا کریں گے کاش کہ ہم مسلمان ہوتے"

بعدہ اس بزرگ نے حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا، آپ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے آئے ہو، تمہارا مرتبہ بہت بلند ہوگا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تم بر سر منبر جلوہ افروز ہو کہ قدمی هذا علی رقبة کل اولیاء اللہ کہو گے۔ نیز حضرت غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دباس رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سیدنا غوث اعظم کو ایسی بشارت سے شادکام فرمایا تھا" (دار المعارف، طبع استنبول ترکی، صفحہ ۵۴-۵۵)

بر سبیل تذکرہ: اس روایت کو میں نے بارہا مرتبہ شیخ المشائخ حضرت الحاج صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم زیب سجادہ آستانہ عالیہ شرق پور شریف کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے ہر بار فرمایا اس میں شک ہی کیا ہے بالکل صحیح ہے حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد صاحب نقشبندی مجددی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے نام نامی اسم گرامی کو بطور وظیفہ یوں درج کرا رکھا ہے: یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ

مزید یہ کہ مجھے کئی مرتبہ آپ ﷺ کی معیت میں شرقپور شریف سے لاہور اور لاہور سے شرقپور شریف جانے کی سعادت حاصل ہوئی، جب بھی آپ کا لاہور کچہری روڈ سے سگیاں راوی پل کی طرف جانا ہوا تو کچہری روڈ کے کنارے ایک بورڈ لگا ہوا ہے، جس پر غوث اعظم (روڈ) بڑی خوبصورتی سے لکھا ہوا ہے، میاں صاحب کی جیسے ہی اس بورڈ پر نظر پڑتی، آپ ﷺ اپنا سر جھکا دیتے اور اپنے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کر کے غوث اعظم ؓ کی خدمت اقدس میں سلام پیش کرتے، بلکہ یہ عمل تو آپ ﷺ کا وظیفہ بن چکا ہے، جب بھی گزرتے ہیں یوں ہی سلام کرتے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ آپ ﷺ کا سایہ عالم اسلام پر قائم رکھے اور آپ کے روحانی فیوضات سے لوگ ہمیشہ مستفیض ہوتے رہیں۔ (تابش قصوری)

لطائف عجیبہ: بعض لوگوں کو حضور سیدنا غوث پاک ؓ کا یہ الہامی اعلان ہضم نہ ہوا تو انہوں نے اپنے ظن کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے اسے سکر سے تعبیر کیا۔ پھر سکر و صحو پر دور کی کوڑیاں لانی شروع کیں، جیسے جیسے "سکر و صحو" کی رسی دراز ہوتی گئی، ویسے ویسے ان پر سکر کا غلبہ ہوتا گیا اور نہ جانے پھر وہ اس کی مستی میں زبان و قلم سے کیا کیا گل کھلانے لگے، برا ہو ایسی خواہشات نفسانیہ کا جو اعتراف حقیقت کی بجائے اندھی غاروں میں دھکیل دیتی ہیں اور پھر ظن و تخمین کے پجاریوں کو کچھ بھی نہیں سوجھتا اور وہ اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مارتے پھرتے ہیں۔ سیدھی سی بات ہے جب حضور سیدنا غوث اعظم ؓ کے اس ارشاد کی بشارتیں آپ ؓ کی جلوہ گری سے قبل ہی مشائخ وقت دیتے آئے ہیں تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان تمام اولیائے کرام نے یہ کلمہ "سکر" کی حالت میں کہا تھا؟ پھر یہ ایک دو کی بات نہیں، متعدد حضرات نے اپنے اپنے دور میں اس کے بارے بالوضاحت فرمایا ہے۔ اگر ان تمام پر اپنے اپنے زمانہ میں سکر طاری ہو گیا تھا تو پھر ان میں سے کسی ایک نے یہ اپنے لئے ہی کہہ دیا ہوتا کہ قدمی ھذا علی رقبۃ کل اولیاء اللہ مگر ایسی کوئی ضعیف سے ضعیف سند یا روایت نہیں ملتی۔ پس لامحالہ پتہ چلا کہ انہوں نے حالت صحو میں ہی یہ بشارتیں دی تھیں اور پھر آپ ؓ کا یہی اعلان ان کی ولایت کا مصدق ہوا۔

حضور سیدنا غوث اعظم ؓ کی طرف سے یہ اعلان بالفرض سکر کی حالت کا مانا جائے تو کیا آپ پر اس کے بعد صحو کی کیفیت طاری ہی نہیں ہوئی اور حالت سکر میں ہی راہی بقا ہو گئے تھے؟ اگر نہیں اور ہرگز ہرگز نہیں، اس لئے کہ اس اعلان عظمت نشان کے بعد آپ تقریباً چالیس سال تک دنیوی زندگی سے سرفراز

رہے، تو ظاہر ہے اتنے طویل عرصہ تک آپ حالت سکر میں نہیں رہے بلکہ صحو کی عظیم ترین منازل پر فائز رہے، اس صحو کے طویل عرصہ حیات میں کہیں ثابت نہیں کہ آپ نے کبھی اس اعلان کی تردید کی ہو یا اظہار ندامت فرمایا ہو کہ مجھ سے حالت سکر میں یہ کلمات سرزد ہوئے تھے بلکہ آپ ؓ کے مواعظ و خطابات، خطبات سے مزید تائیدی دلائل میسر ہوتے ہیں۔ یہ تو ایک جملہ معترضہ ہے بعض تو "قصیدہ غوثیہ شریف" کو بھی آپ کے سکر کا کارنامہ قرار دیتے ہیں، حالانکہ اسے بھی مذکورہ بالا گرفت کی روشنی پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ سید عالم نبی مکرم رسول معظم ﷺ کے ارشاد پر جب شاعر دربار رسالت حضرت حسان بن ثابت ؓ نے نہ اشعار پڑھے:

واحسن منک لم تر قط عینی　　　واجمل منک لم تلد النساء

خلقت مبرا من کل عیب　　　کانک قد خلقت کما تشاء

تو اب یہ محض حضرت حسان بن ثابت ؓ کے شعر نہ رہے، یہ حدیث مرفوع بن گئے، اس لئے محدثین کرام کا ضابطہ ہے کہ نبی کا قول، فعل، تقریر حدیث مرفوع ہے، لہذا یہ اشعار حدیث مرفوع تقریری کا درجہ رکھتے ہیں۔ بعینہٖ حضور سیدنا غوث اعظم ؓ نے جب یہ اعلان فرمایا کہ قدمی هذا علی رقبة کل ولی الله اگر بالفرض حالت سکر میں ہی فرمایا ہو، تب بھی یہ سکر کی کیفیت سے نکل کر صحو کے درجے میں داخل ہو گیا کیوں کہ مدت العمر آپ اس دار فانی میں بڑی شان و شوکت سے زندگی بسر کرتے رہے، آخر ۵۶۱ھ میں اکانوے (۹۱) سال کی طویل عمر پا کر واصل بحق ہوئے۔

معترض کے ہاتھ میں جب کچھ نہ آیا تو عظمت و شان اولیاء کرام کا سہارا لے کر حضور سیدنا غوث اعظم ؓ کی طرف یوں نسب کرنے لگے کہ یہ کوئی مروت کی بات نہیں کہ اولیاء اللہ کی گردنوں کو اپنے پاؤں سے روندنا شروع کردیں، یا انہیں پامال کریں، یہ عقل و دانش سے بعید ہے، تو پھر اس ارشاد مصطفی ﷺ سے متعلق کیا فیصلہ کریں گے؟ الجنة تحت اقدام امهاتكم "جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے"

ان ظاہری کلمات کے پیش نظر ماں کے قدموں میں جنت تلاش کریں گے تو کیا پا سکیں گے؟ ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد حق و صداقت پر مبنی ہے، مراد اقدام امہات سے والدہ کی انتہائی محبت و احترام سے خدمت بجالانا ہے، اس ارشاد میں ماں کی شان اور عظمت کو اجاگر کیا گیا ہے کہ میرے امتیو! جنت سے تم دور

نہیں ہو، آؤ اپنی ماں کا ادب واحترام کرو، جنت کو پالو گے۔

یوں ہی اعلان غوثیہ اس طرف مشیر ہے کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت ورفعت، علو مرتبت، قدر ومنزلت اور آپ کی شان وشوکت کا اس طرح اعتراف کرلو، گویا کہ تم لوگوں نے ان کے سامنے گردنیں جھکا دیں ہیں اور وہ ذات کریم شفقت سے تمہارے سروں کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے بہرہ مند فرما رہی ہے۔ کیا اتنا سا کام بھی نہیں کرسکتے؟ حالانکہ تمہارے بچوں نے نجانے جب تم لوگوں نے محبت وشفقت سے اپنے سر پر اٹھایا ہوگا تو کتنی بار عملاً پاؤں مار مار کر تمہارے سر نرم کردیئے ہوں گے؟ قرآن پاک اور احادیث میں بیسیوں مثالیں پائی جاتی ہیں جن کے ظاہری لغوی معنی اور ہیں اور حقیقی واصطلاحی معنی کچھ اور۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اس اعلان عظمت نشان کے بعد آج تک روئے زمین اور مشارق و مغارب میں نہ جانے کتنے اولیاء کرام، اقطاب وابدال، اغیاث واوتاد، عرفاء وصلحاء، مقبولان الٰہ تشریف لائے، شریعت وطریقت، معرفت وروحانیت کی منازل طے کیں، کیا کسی ایک کو بھی خیال نہ آیا کہ ہمیں جن مقامات وکرامت سے اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے انہیں بروئے کار لاتے ہوئے غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے دریافت کرلیں کہ اس ارشاد کی حقیقت کیا ہے؟ سیر وسوانح اور تواریخ اولیاء اس سلسلہ میں کلی طور پر خاموش ہیں، آخر کیوں؟

فقہی مسئلہ ہے کہ بعض اوقات خاموشی رضا پر دلالت کرتی ہے، چنانچہ آج تک تشریف لانے والے بے حساب ولاتعداد اولیاء کرام، مشائخ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کی خاموشی ازخود الہامی اعلان کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ یہ ارشاد حق وصداقت پر مبنی ہے بلکہ اس کے برعکس ہر ایک سلسلہ طریقت کے اکابر تو اپنی تصانیف کو منظوم ومنثور مناقب وقصائد غوثیہ سے مزین کرتے آرہے ہیں۔

بشکریہ ماہنامہ "نور الحبیب" بصیر پور (جلد نمبر ۱۴، شمارہ نمبر ۶ ماہ جون ۲۰۰۲ء)

بقیہ: شذرہ

عملیات ہیں جو بسا اوقات تیر بہدف اور کبریت احمر سے بھی بڑھ کر ثابت ہوتے ہیں لیکن انہیں ہم کسی دوسری صحبت پر چھوڑتے ہیں اور چونکہ مضمون کچھ طول پکڑ رہا ہے اس لئے ہم اس دعا پر ختم کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ غوثِ اعظم اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ہماری مشکلات حل فرما کر ہمیں اتباع سنت اور حلاوتِ ایمان اور ذوق محبت سے سرشار فرمائے آمین یا رب العلمین

تحفتہ النوادر فی قول

شیئاً للہ یا شیخ سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ

مترجم: مفتی خلیل الرحمن قادری گلوزوی

خطیب جامع مسجد حاجی آباد شکر پورہ روڈ پشاور

زیرِ نظر ایک تبحر اور جلیل القدر عالم دین حضرت علامہ مولانا مرید محی الدین نوشہروی کا فتویٰ ہے جو انہوں نے ۱۳۲۰ھ میں تحریر کیا۔ آپ کی تمام زندگی دینِ اسلام کی خدمت میں بسر ہوئی۔ سلسلہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ میں حضرت شیخ الاسلام والمسلمین شیخ عبدالغفور المعروف سوات صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں، اس زمانے میں یہاں پر آنے والے بعض ہندوستانی علماء نے "شیئاً للہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی" کے ورد پر اعتراض کیا جو یہاں کے غیور اور راسخ العقیدہ پٹھان مسلمانوں کے لئے ایک نئی بات تھی کیونکہ وہ صدیوں سے اسے پڑھتے چلے آرہے تھے چنانچہ انہوں نے مسئلہ مذکورہ کی وضاحت کے لئے حضرت علامہ مولانا مرید محی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فتویٰ طلب کیا۔ یاد رہے کہ برصغیر پاک و ہند کے علاوہ ثمرقند و بخارا تک ان کا فتویٰ چلتا تھا۔ آپ نے سیر حاصل بحث فرماتے ہوئے اس مسئلہ کا تفصیلی جواب قلمبند فرمایا جسے وسیع پیمانے پر شائع کر کے تقسیم کیا گیا اور اس کے بعد مخالفین کے زبانیں کچھ ایسی بند ہوئیں کہ پورے ڈیڑھ سو سال تک انہیں اس کے متعلق لب کشائی کی جرأت نہ ہو سکی لیکن اب کچھ عرصہ سے پھر انہوں نے راسخ العقیدہ پٹھانوں کو گمراہ کرنے کی کوششیں شروع کی ہوئی ہیں لہٰذا اس فتوئی کی اشاعت وقت کی ایک اہم ضرورت تھی چونکہ یہ فتویٰ فارسی میں تھا اور عصرِ حاضر کے ایک دوسرے پٹھان اور جید عالم دین مفتی سرحد حضرت علامہ مفتی خلیل الرحمن صاحب قادری گلوزوی نے اس کا اردو میں ترجمہ فرمادیا جسے "الحسن" کے ان صفحات میں شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

سوال: علماء دینِ متین شرع مبین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ

یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ پانچوں نمازوں کے بعد پڑھنا اور دعا و کلمہ طیبہ اور درود شریف

بطور وظائف پڑھنا جائز ہے یا کہ نہیں؟ اور جو اس کے پڑھنے کو کفر و بدعت اور گمراہی کہتا ہے صحیح ہے یا کہ نہیں؟ اور جو کوئی اس قسم کے اوراد پڑھنے والے کو کافر کہتا ہے وہ خود کافر ہوتا ہے یا کہ نہیں؟

بینوا و توجروا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔

الجواب ھو الحق بالصواب

اذکار اور دعائیں مطلقاً عموماً جائز ہیں، کسی وقت کے ساتھ مقید نہیں ہیں اور اگر کوئی کسی وظیفہ کو کسی وقت کے ساتھ مقید کر کے پڑھے تو یہ بھی جائز ہے جیسے کہ مولانا علی قاری رحمہ الباری نے ''حصن حصین'' کی شرح ''حرز الرضین'' میں نقل کیا ہے یعنی اس کو طبرانی نے اور ابو یعلیٰ اور ابن سنی نے حضرت امام حسین ابن علی علیہم السلام سے روایت کیا ہے کہ جب کسی کا چار پایہ بھاگ جائے اور گم ہو جائے، کہا جاتا ہے افلت الشیئی انفلت وتفلت کسی چیز کے (چار پایہ) کے بھاگ جانے یا گم ہو جانے کے لئے یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں اور ''نہایہ'' میں ہے کہ انفلات کا معنی یہ ہے کہ کوئی چیز دیر کیے بغیر اچانک چھوٹ جائے۔ مطلب یہ کہ اگر کسی کا چار پایہ بھاگ جائے تو اس کو یوں ندا کرنی چاہیے ''اعینونی'' یعنی اعانت کرو میرے ساتھ اس کے پکڑنے میں اور اعانت کرو میرے ساتھ اس کو واپس کرنے میں یا عباد اللہ اے اللہ کے بندو اور اس سے مراد فرشتے ہیں یا مسلمان جنات یا رجال الغیب مراد ہیں جنہیں ابدال کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اسے بزاز نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور ابن السنی نے روایت کی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب تم میں سے کسی کا چار پایہ جنگل بیابان میں گم ہو جائے تو وہ ان الفاظ سے نداء کرے ''یاعباد اللہ احبسوا'' فانا للہ تعالیٰ عباد فی الارض تحبسہ یعنی اے اللہ کے بندو! میرے چار پائے کو روکو پس بے شک زمین میں اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں جو اس کو روکیں گے۔

قُلتُ: ہم کہتے ہیں کہ ہمارے مشائخ کبار میں سے کسی کا چار پایہ بھاگ گیا غالباً وہ خچر تھا اور اسے یہ حدیث شریف معلوم تھی تو اس نے اس حدیث پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے فوری طور پر اس کا چار پایہ روک دیا اور ایک دفعہ ہم ایک جماعت کے ساتھ تھے تو ایک چار پایہ ان سے بھاگ گیا تلاش بسیار کے باوجود اس کو پکڑ نہ سکے اور وہ عاجز آ گئے تو میں نے یہ الفاظ کہے، پس بلا کسی سبب کے وہ چار پایہ فوراً سامنے آ گیا۔ سوائے ان الفاظ کے اس کو ''نووی'' نے اذکار میں ذکر کیا ہے۔

ابن ابی شیبہ نے الفاظ کی زیادتی کو ذکر کیا ہے، ابن عباس ﷺ کے قول پر موقوف اور اگر ارادہ کریں اور بعض نسخہ میں ہے۔ واذا اراد عونا " الخ اور جب کوئی ارادہ کرے مدد کی، یا کسی مددگار کی یا کسی سے فریاد رسی کی تو کہے یا عباد اللہ اعینونی -- یا عباد اللہ اعینونی -- یا عباد اللہ اعینونی -- اے یکررھا ثلثا اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، تین بار کہے۔

طبرانی نے روایت کی ہے زید بن علی سے انہوں نے روایت کی ہے عقبہ بن غزوان سے انہوں نے روایت کی ہے حضور ﷺ سے، فرمایا حضور ﷺ نے جب تم میں سے کوئی شخص گم کردے کسی چیز کو یا وہ مدد حاصل کرنے کا ارادہ کرلے اور وہ ایسی زمین (جنگل وغیرہ) میں ہو کہ وہاں اس کا کوئی ساتھی نہ ہو تو پس کہے "اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو" پس بیشک اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جنھیں ہم نہیں دیکھ پاتے اور یہ عمل آزمودہ و مجرب ہے۔ اسی طرح طبرانی نے بحوالہ حدیث عقبہ ابن غزوان ذکر کیا ہے۔ بعض ثقات علماء کرام نے فرمایا ہے کہ حسن سے مروی حدیث کے مسافر محتاج ہیں اور بعض مشائخ سے مروی ہے کہ یہ عمل بہت مجرب ہے اور اس کے ساتھ حصول مطلب کا اتصال کیا ہے۔ اس کو میرک نے ذکر کیا ہے۔ انتہی۔

جیسے کہ ذکر کیا ہے اس کو مولینا علی قاری نے "شرح حصن حصین حرز الرضین" میں، قلمی نسخہ صفحہ نمبر ۲۲۱ اور اس کو مولانا ابوالفتح ملتانی نے "حصن حصین" کی شرح میں ذکر کیا ہے جو انہوں نے فارسی میں لکھی ہے اور وہ عبارت یہ ہے۔ واذا انفلتت دابۃ فلیناد اعینوا یا عباد اللہ رحمکم اللہ

یعنی جب بھاگ جائے چارپایہ تو یہ ندا کرے مدد کرو اے اللہ کے بندو اللہ تم پر رحم کرے۔

اور اگر مدد کا طلبگار ہو تو اس طرح ندا کرے یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ (تین بار) یہ عمل مجرب ہے۔

یعنی مسند بزاز میں حضرت ابن عباس ﷺ سے مروی ہے کہ فرمایا حضور ﷺ نے جس وقت اچانک کسی کا چارپایہ بھاگ جائے تو اس کو چاہئے کہ ندا کرے اور کہے مدد کرو میری اس چوپایہ کے پکڑنے میں اے اللہ کہ بندو تاکہ میرا جانور میرے ہاتھ آجائے اور اللہ کے بندوں سے مراد فرشتے ہیں یا جنات میں سے جو مسلمان ہیں اور یا مراد رجال الغیب ہیں جنہیں ابدال بھی کہتے ہیں اور ابن ابی شیبہ کی کتاب میں مروی ہے

کہ دعائیہ کلمے کی زیادتی ابن عباس کے قول پر موقوف ہے اور ابن سنی کی کتاب الیوم واللیلۃ میں مرفوعاً مروی ہے حضرت ابن مسعودؓ سے اذا انفلتت دابة احدکم بارض فلاة فلیناد یا عباد الله احبسوا فان الله تعالیٰ عبادا فی الارض تحبسه. انتهی۔

یعنی تم میں سے کسی ایک کا چارپایہ جب کسی جنگل بیابان میں بھاگ جائے تو وہ پکارے کہ ''اے اللہ کے بندو اسے روکو،، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں اس کے بندے ہیں جو اسے روک لیں گے --- انتہیٰ۔ اور بعض شیوخ کبار سے حکایت مروی ہے کہ ان کا چارپایہ بھاگ گیا اور اس کو یہ حدیث معلوم تھی تو اس نے اس پر عمل کیا تو اللہ کے فضل سے فوری طور پر اس کا چارپایہ رک گیا اور ایک نسخہ میں ہے واذا اراد یعنی طبرانی کی معجم کبیر میں مروی ہے زید بن علی سے اور انہوں روایت کی ہے عقبہ بن غزوانؓ سے کہ فرمایا حضور ﷺ نے کہ تم میں سے اگر کوئی اپنے چوپائے کے پکڑنے میں مدد کا طالب ہو یا کسی دوسرے کام کے حصول کا خواستگار ہو تو اس کو چاہئے کہ تین بار اس طرح کہے۔ ''یاعباد الله اعینونی'' اور معجم کبیر کے الفاظ یہ ہیں۔

قال رسول الله ﷺ اذا ضل احدکم شیئاً او اراد عونا وهو بارض لیس بها انیس فلیقل یا عباد الله اعینونی یا عباد الله اعینونی یا عباد الله اعینونی فان لله عباد ال اترونهم. قول و قد جرب ذلک --- حدیث مذکور مجرب است۔

ترجمہ: فرمایا حضور ﷺ نے جب تم میں سے کوئی گم کردے کسی چیز کو یا وہ مدد کا طلبگار ہو اور ایسی زمین میں ہو جہاں اس کا کوئی دوست نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ تین بار یہ ندا کرے ''اے اللہ کے بندو میری مدد کو پہنچو'' بے شک زمین پر اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جنہیں تم دیکھ نہیں سکتے اور یہ عمل حدیث مذکور پر مجرب ہے اور ثابت ہے یعنی معجم کبیر طبرانی میں مروی ہے اور ثابت ہے حدیث عقبہ بن غزوان سے اور بعض علماء ثقات نے فرمایا کہ یہ حدیث شریف بہت اہم ہے کہ مسافر اس کے محتاج ہیں اور مشائخ عظام سے منقول ہے کہ حصول مطالب اس سے وابستہ ہیں۔

انتباہ: غور کریں کہ ان دونوں شروح میں لفظ عباد اللہ کو اور عقبہ بن غزوان کی حدیث میں لفظ عون کو جو مدد طلب کرنے کے بارے میں ہے اپنی اطلاق پر چھوڑ دیئے ہیں اور مولانا محمد محفوظ کے رسالہ میں لکھا ہے کہ دعا اور مدد طلب کرنا بارگاہ سید عبدالقادر جیلانیؒ میں جائز اور اس حدیث شریف سے ثابت ہے۔ جس کو نقل

کیا ہے ”حصن حصین“ کے مؤلف نے۔ میرک نے کہا ہے کہ تجھے جان لینا چاہئے کہ دعا کی تعریف یہ ہے کہ کوئی ادنیٰ اعلیٰ سے بطریق عجز وانکسار کوئی چیز طلب کرے اور اس میں بہت فضیلت ہے --- انتہی۔ اور کسی کا چوپایہ جب بھاگ جائے تو ندا کرے مدد کروا ے اللہ کے بندو اللہ تم پر رحم کرے اور امداد کا طلبگار ہو تو کہے ”یاعباد اللہ اعینونی“ تین بار مذکورہ الفاظ کہے اسی طرح مطبوعہ لاہور کے تحفہ دستگیریہ کے صفحہ ۲۶ پر ہے“ اور یاشیخ سید عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ“ پڑھنا صحیح ہے کفر نہیں اور جو اس کو کفر کہتا ہے یا پڑھنے والے کی طرف کفر کی نسبت کرتا ہے وہ خود کافر ہے۔

چنانچہ تحفہ دستگیریہ اور فصل الخطاب ودرالمختار وطحاوی علی الدرالمختار اور ردالمختار اور فتاوی خیریہ کے مصنف علامہ خیرالدین رملی ﷬ نے جو درالمختار کے مصنف کے استاذ ہیں فرمایا ہے کہ یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی شیئاللہ پڑھنا صحیح ہے اور قاضی برہانی کی محیط کی تیسری جلد اور کنز العباد کے صفحہ ۳ پر درج ہے کہ جب بازار میں ذکر کرنا جائز ہے تو مساجد میں خصوصاً بطریق اولیٰ جائز ہے اور حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ہمارے جنازہ کے آگے کلمہ طیبہ اور قرآن پڑھنا بے ادبی ہے لہذا یہ دو بیت پڑھیں۔

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو شیئاً للہ از جمال روئے تو

ترجمہ: ہم مفلس ہیں آپ کے ہاں حاضر ہوئے ہیں۔ آپ کے چہرہ اقدس کے جمال سے اللہ کے لئے کوئی چیز عطا ہو۔

دست بکشا جانب زنبیل ما آفریں بر دست و بر بازوئے تو

ترجمہ: ہمارے کاسہ کی طرف ہاتھ کھولئے آپ کے دست وبازو پر آفرین۔

قولہ' - اے قول مخالف --- بنابر قول مخالف کہ یہ کلمات پڑھنا کسی طور بھی جائز نہیں ہیں نہ بطریق استعانت اور نہ بطریق تقرب اور نہ ان کے سوا۔ اموات سے بطریق استعانت ان کا پڑھنا امور اختیاریہ میں اور غیر اختیاریہ ہیں ہرگز جائز نہیں۔

بندہ ضعیف کہتا ہے کہ پہلے یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ معرز کلمہ یعنی یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ کا معنی اہل سنت والجماعت کے نزدیک دو طرح سے ہے پہلے یہ کہ یا شیخ عبدالقادر اعطنی شیئاً

اکراماً للہ تعالیٰ مما اعطاک اللہ تعالیٰ من الفیوض الباطنیۃ ۔ دمیں است منقول۔الخ۔یعنی معنی اول یہ ہے کہ اے شیخ عبدالقادر ﷺ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور حرمت کی خاطر (طفیل) ان فیوضات باطنی سے مجھے کچھ عطا فرمائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مرحمت فرمائے ہیں اور یہی معنی منقول ہے حضرت قیوم زمان قطب دوران شیخ المشائخ جناب شاہ عبداللہ المعروف بہ شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ سے اور دوسرا معنی یہ ہے کہ یا شیخ عبدالقادر اُمددنی شیئاً للہ ---- اکراماً للہ بالدعاء من اللہ تعالیٰ یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت وحرمت کے طفیل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بذریعہ دعا میری مدد فرمائیں۔

معنی اول میں فیوضات باطنی کے القاء کے لئے التماس ہے اور دوسرے معنی میں عرض ہے کہ بارگاہ کبریا میں التجا کیجئے ،دعاء فرمائیں کہ میری فلاں حاجت پوری ہو جائے اور ان ہر دو صورتوں میں بارگاہ غوثیت مآب میں استعانت مطلوب ہے۔ جب یہ دونوں معانی خاطر نشین ہوئے تو اب یہ بھی سن لیجئے کہ استعانت دو قسم پر ہے۔اول حقیقی یعنی مستقلہ کاملہ،دوسرا معنی مجازی جو غیر مستقلہ ہے۔پہلا معنی ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے اس معنی کی نسبت سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کی طرف نہیں ہو سکتی کیونکہ حقیقت میں مدد کرنے والا اور جس سے مدد چاہی جا سکتی ہے حقیقت میں وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جیسے ایاک نستعین -- واذا استعنت فاستعن باللہ اس پر دال ہے۔دوسرا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ سے استعانت چاہنا اس عقیدہ کے ساتھ کہ وہ مظہر عون ہے جائز ہے جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔یاایھاالذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ اے ایمان والو مدد مانگو صبر اور نماز کے ساتھ۔

مشکوٰۃ کی شرح مرقات میں مرقوم ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگی جا سکتی ہے جیسے کہ "ایاک نستعین" اس پر روشن دلیل ہے۔پس جائز نہیں استعانت کا استعمال حقیقتاً اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لئے اگر چہ سوا اللہ تعالیٰ کے استعانت کا استعمال مجازاً جائز ہے۔

"رسالہ تفہیمات" میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے تحریر فرمایا ہے کہ مریض کو شفا دینا مرزوق کو رزق دینا اور مضطر سے تکلیف ہٹانا اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ جب کسی چیز کے بارے میں فرماتا ہے۔کن (ہوجا) فیکون (تو ہو جاتا ہے)۔اس کا یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسباب عادیہ ظاہریہ کے بغیر شفا یا رزق نہیں دے سکتا۔جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ طبیب نے مریض کو شفاء دی اور بادشاہ نے لشکریوں کو

رزق دیا جو کہ غیر ذات باری تعالیٰ کے ہیں۔ مقصد یہ کہ مجازاً ایسا کہنا جائز ہے اگرچہ الفاظ میں اشتباہ موجود ہے اور تفسیر عزیزی میں "ایاک نستعین" کا معنی یوں مذکور ہے۔" اس جگہ یہ جان لینا چاہئے کہ استعانت غیر سے جبکہ اعتماد اس غیر پر ہو اور اس غیر کو مظہر عون الٰہی نہ جانے تو یہ حرام ہے اور اگر توجہ صرف بجانب حق ہو اور اس غیر کو صرف مظہر عون الٰہی سمجھے اور نظر کارخانہ اسباب اور حکمت الٰہی پر ہو تو ایسی صورت میں استعانت غیر سے جائز ہے اور معرفت سے دور نہیں اور ایسی استعانت شرع میں جائز اور وارد ہے اور ایسی ہی استعانت غیر انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام اور در حقیقت یہ استعانت غیر سے نہیں بلکہ حق تعالیٰ سے ہے نہ کہ کسی اور سے ---- انتہیٰ۔ اسی طرح "تحفہ دستگیریہ" کے صفحہ ۱۴ پر ہے کہ سلسلہ قادریہ کے بعض حضرات "ختم قادریہ" پر عمل کرتے ہیں اور اس میں "شیئاً للہ یا سید شیخ عبدالقادر جیلانی" پڑھتے ہیں، اور اسی طرح مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی اس ختم شریف کو اپنی کتاب "انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" میں تحریر رمایا ہے کہ سلسلۂ قادریہ کے بعض حضرات حصول مہمات کے لئے شیئاً للہ ایک سو گیارہ بار پڑھتے ہیں اور اسی قسم کی ایک اور روایت جو شیخ الہند عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "منہج السالک فی اشرف المسالک" آداب کے ذکر میں فرماتے ہیں

"چوتھا یہ کہ ہمت شیخ کے ساتھ ذکر شروع کرتے وقت دل سے مدد مانگنا اس شیخ سے جس نے اس کو ذکر تلقین کیا ہو اور اگر حسب ضرورت زبان سے بھی شیخ کو ندا کرے یا فریاد کرے تو بھی جائز ہے اور یہاں شیخ کا کلام مذکور ہے جبکہ یہ مقام اس کا متحمل نہیں ہو سکتا --- انتہیٰ۔ اسی طرح فصل الخطاب صفحہ ۱۲۷، مطبوعہ مدراس، تصنیف شاہ عبداللطیف المعروف بہ سید شاہ محی الدین میں ہے کہ اس کلمہ کے پڑھنے والے اجلہ علماء اور اکابر اولیاء گنتی اور شمار سے باہر ہیں۔ ان میں سے چند حضرات کے اسماء گرامی کا ذکر کیا جاتا ہے۔ کتاب مستطاب "حیات الذاکرین" اور "نفحات الانس" میں بھی مرقوم ہے کہ طریقہ نقشبندیہ کے بانی حضرت خواجہ خواجگان بہاء الدین نقشبند قدس سرہ نے وصیت فرمائی کہ ہمارے جنازے کے آگے یہ اشعار پڑھیں

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو شیئاً للہ از جمال روئے تو

ترجمہ: ہم مفلس ہیں آپ کے ہاں حاضر ہوئے ہیں، آپ کے چہرہ اقدس کے جمال سے اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی چیز عطا ہو اور تکملہ مقامات مظہریہ میں حضرت قیوم زمان نقشبند ثانی جناب شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ

سے منقول ہے اور اس کی عبارت یہ ہے کہ فرماتے تھے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے جنازے کے آگے فاتحہ یا کلمہ طیبہ یا قرآن کریم کی آیت پڑھنا بے ادبی ہے بلکہ یہ دو بیت پڑھیں

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو شیئاً للہ از جمال روئے تو

ترجمہ: ہم مفلس ہیں آپ کے ہاں حاضر ہوئے ہیں، آپ کے چہرہ اقدس کے جمال سے اللہ کے لئے کوئی چیز عطا ہو۔

دست بکشا جانب زنبیل ما آفرین بر دست و بر بازوئے تو

ترجمہ: ہمارے کاسہ کی جانب ہاتھ کھولئے، آپ کے دست و بازو پر آفرین۔

ہم بھی کہتے ہیں کہ ہمارے جنازے کے آگے یہی دو اشعار پڑھیں۔ انتہی۔

اور اسی کتاب میں حضرت کے مکاشفات کے سلسلہ میں مرقوم ہے حضرت شاہ غلام علی فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا شیئاً للہ تو میں نے پانی سے بریز ایک تالاب دیکھا جس کے کناروں سے پانی چھلک رہا تھا اسی دوران مجھ پر القاء ہوا کہ تمہارا سینہ نسبت مجددیہ سے پُر ہے اس میں کسی چیز کے لئے مزید گنجائش نہیں۔

''مقامات مظہریہ'' میں حضرت شہید کے خلفاء میں سے حضرت شیخ محمد احسان کے حالات میں مذکور ہے کہ ایک دن ایک شخص کے پہلو میں شدید درد پیدا ہوا، اس نے حضرت کی خدمت میں عرض کی للہ بسلب ایں مرض کہ ہر گز بہ یمیشو -- الخ یعنی اللہ کے لئے اس مرض کو سلب کرنے کے لئے ہمت کو کام میں لائیں حضرت نے جب اللہ کا نام سنا تو دفعتاً ایک نعرہ لگایا اور ان کے نعرہ لگانے کے ساتھ ہی فوراً درد جاتا رہا -- الخ۔

اور حضرت شیخ المشائخ جناب شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ جو شیخ سعدی کے مرشد ہیں اور سہروردیہ طریقہ کے بانی ہیں ''عوارف المعارف'' میں تحریر فرماتے ہیں بیشک صلحاء عظام فاقہ کے وقت لوگوں سے مانگتے تھے اور منقول ہے کہ حضرت ابی سعید الخراز فاقہ کے وقت ہاتھ لمبا کر کے فرماتے شیئاً للہ اور ''مواہب لدنیہ'' وغیرہ میں مذکور ہے کہ پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس ایک درویش نے حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی قدس سرہ کا انکار کیا جو خوشنما لباس زیب تن کئے ہوئے تھے تو حضرت شیخ موصوف نے فرمایا . . ی یہ

ہئیت ہے کہ ہم اس حال میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور تمہاری یہ حالت ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے کام میں سوال کرتے ہو۔ پس ایسی حالت میں افسوس صد افسوس ہے اس شخص کی حالت پر کہ زبان سے ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اور شیئاً للہ کہنے والوں کو تعزیر کرتا ہے حقیقت میں آدمیت ایسے شخص سے دور ہے اور انسانیت ایسے شخص سے فرار اختیار کرتی ہے

اینکہ می بینی خلاف آدم اند نیستند آدم غلاف آدم اند

یہ جو ۔۔ ہیں ہو کہ آدمیت کے خلاف ہیں تو یہ آدمی نہیں بلکہ آدمیوں کے غلاف (ڈھانچے) ہیں۔

اور یہ بھی جان لینا چاہیے کہ شیئاً للہ کی مثال قرآن اور احادیث میں بکثرت موجود ہے جیسے کہ ''فتاویٰ خیریہ'' کے مصنف جو صاحب درمختار کے استاد ہیں لکھتے ہیں کہ شیئاً للہ کا ذکر واسطے تعظیم کے لئے ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے فان للہ خمسہ اور اس کے مانند بہت مثالیں ہیں جیسا کہ الحمد للہ رب العلمین اور ان صلوتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العلمین - الآیہ اور انی وجهت وجهی للذی فطر السموت والارض --- الآیہ اور اسی طرح ہے للہ ما فی السموت والارض --- الآیہ اور اسی طرح متفق علیہ حدیث شریف میں ہے بنی اسرائیل کے تین آدمیوں کا واقعہ جس میں ہے --- اخ ملذتہ للہ اور ابوداؤد وغیرہ کی حدیث میں مذکور ہے کہ فرمایا حضور ﷺ نے --- من احب للہ --- وابغض للہ --- واعطی للہ --- و منع للہ فقد استکمل الایمان - کلہ من المشکوٰۃ انتھی کذا فی تحفۃ دستگیریہ (صفحہ ۸۴)

ترجمہ: جس نے محبت کی اللہ کے لئے اور جس نے بغض کیا اللہ کے واسطے تو بیشک وہ کامل الایمان ہے، کہ سب ماخوذ ہے مشکوٰۃ شریف سے --- انتہی۔ اسی طرح ہے صفحہ ۸۴ پر تحفۂ دستگیریہ میں۔

شرح الوھبانیہ میں ہے کہ درویشوں میں سے بعض نے تکفیر کی ہے ان کی اور تصحیح کو پہنچی ہے یہ بات کہ کفر نہیں اور یہی ثابت ہے -- ایسا ہی یہ قول کہ کذا قول شیی قیل بکفرہ -- شیئاً للہ کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ کفر ہے۔ حاشیہ نمبر ۱ میں ہے کہ لفظ قیل کہا گیا ہے اور اور قیل کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور یا حاضر اور یا ناظر کہنا کفر نہیں ہے --- انتہی۔ جیسے کہ درمختار صفحہ ۳۱۷ میں ہے اور شیئاً للہ کے کہنے پر جب علماء جمہور نے عدم کفر کا فتویٰ دیا ہے تو بعض علماء نے اس بات میں اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں اور اصول فقہ

میں مذکور ہے کہ علماء کرام نے اس بات میں اختلاف کیا ہے کہ آیا اجماع منعقد ہوتا ہے، اکثر علماء کرام کے متفق ہونے سے یا کہ سب علماء کرام کے اتفاق سے۔ پس ہدایہ میں ہے کہ اکثر علماء کرام کے متفق ہونے سے اجماع منعقد ہوتا ہے اور بعض اقل علماء کرام کا اختلاف انعقاد اجماع کے لئے مضر نہیں۔ پس کتب اصول میں مذکور ہے کہ علماء کرام نے اسی کو ترجیح دی ہے-- انتہیٰ۔ اسی طرح شرح الوقایہ میں ہے

قولہ بکفرہ --الخ--- شیئاً للہ کہنے والے پر کفر کے حکم کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے واسطے کوئی چیز طلب کی حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے غنی ہے اور سب مخلوق محتاج ہے اللہ کی اور چاہئے کہ عدم کفر کو ترجیح دی جائے کیونکہ اس میں یہ احتمال بھی موجود ہے کہ کہنے والا کہے کہ میں طلب کرتا ہوں کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اکرام کے طفیل سے-- انتہیٰ۔ جیسے کہ باب المرتد جلد ثالث رد المختار میں ہے

یہ قول کہ شیئاً للہ-- یہ کہا گیا ہے کہ یہ کفر ہے شاید اس کی وجہ یہی ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے واسطے کوئی چیز طلب کی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے بے نیاز اور غنی ہے اور سب اس کے محتاج ہیں اور یہ زیادہ مناسب ہے کہ عدم تکفیر کو ترجیح دی جائے کیونکہ اس میں تاویل ہو سکتی ہے کیونکہ اس کا امکان ہے کہ شیئاً للہ کہنے والا کہے کہ میرا ارادہ تھا کہ کوئی چیز دو اکراماً اللہ- انتہیٰ۔

ایسا ہی طحاوی میں ہے در مختار پر اور کہنے والوں کا یہ قول کہ یا شیخ عبدالقادر تو یہ نداء ہے اور جب اس کی طرف شیئاً للہ کی اضافت ہو جائے تو یہ کسی چیز کا مانگنا ہے حرمت اور عظمت الٰہی کی خاطر تو اس میں کفر ہونے اور حرام ہونے کی کون سی وجہ ہے اور برانگیختہ نہیں ہونا چاہئے اس کے سبب جو "قید الشرائد" اور "نظم الفوائد" میں ہے اور وہ یہ ہے

و من قال شیئاً للہ بعض بکر --- الخ یعنی جس نے شیئاً للہ کہا تو کافر ہو گیا کیونکہ اس کے کہنے کی کوئی وجہ نہیں-- انتہیٰ۔

اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ شیئاً للہ کہنے والا کافر ہو گیا جبکہ ان منکرین کا یہ بھی قول ہے کہ مومن ایمان سے خارج نہیں ہوتا مگر جب وہ انکار کر دے اس چیز سے جس نے اس کو ایماندار بنایا تھا اور یہ بھی ان کا کہنا ہے کہ کفر بہت بڑی چیز ہے۔ لہٰذا اختلافی مسئلہ میں کسی پر کفر کا حکم کرنا جائز نہیں اگرچہ کسی ضعیف روایت ہی سے اختلاف کیوں نہ کیا گیا ہو اور معاذ اللہ کہ شیئاً للہ سے کفر لاحق ہو کیونکہ مذکورہ کتاب کے شارح نے فرمایا

ہے کہ عدم کفر کو ترجیح دینا مناسب ہے اور کفر کی وجہ یہ ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی چیز طلب کی حالانکہ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز سے غنی ہے اور سب مخلوق اس کی محتاج ہے اور پھر یہ بات تو کسی کے دل میں گذرتی ہی نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی چیز مانگے۔

پس ثابت ہوا کہ شیئاً للہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر محض تعظیم کے لئے ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے فان للہ خمسہ اور اس کے مانند بکثرت مثالیں موجود ہیں جیسے کہ ''فتاویٰ خیریہ'' جلد ثانی صفحہ ۱۸۲ مطبوعہ مصر تصنیف شیخ خیر الدین رملی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے جو در مختار کے مصنف کے استاد ہیں اور علامہ زمان جناب مولوی عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی نے اپنی کتاب ''تذکرۃ الراشد'' میں تحریر فرمایا

اور یہ اکہترویں عبارت ہے جس کا ذکر ہے کتاب تفصار جیود الاحرار من تذکار جنود الابرار فی ترجمۃ غوث الثقلین الشیخ السید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کتاب مذکور میں مولوی عبدالحی صاحب نے فرمایا ہے کہ لفظ غوث الثقلین اور قطب الاقطاب اور غوث اعظم حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے استعمال کرنا کراہت اور بدعت سے خالی نہیں بلکہ یہ ایک گونہ شرک ہے۔۔۔ انتہی ملخصاً۔

ہم کہتے ہیں یہ کہنا ان کا بہت عجیب ہے ہر ذی عقل کے نزدیک اس کہنے کا کوئی ماحصل نہیں ہر عقلمند کے نزدیک اور شرک ہونے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی شاید مولوی عبدالحی صاحب نے یہ گمان کر لیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا غوث کا اطلاق کسی پر نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی طرف استغاثہ کی نسبت جائز نہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے لفظ غوث کا استعمال کرنا شرک ہے اور یہ گمان ان کا سراسر باطل ہے ہر عالم فاضل کے نزدیک۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کو دیکھئے جسے بخاری نے روایت کیا ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الشمس لتدنوا حتی تبلغ العرق۔ الحدیث یعنی میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے بیشک روز محشر سورج اتنا قریب ہو جائے گا کہ پسینہ نصف کانوں تک پہنچ جائے گا لوگ اس مصیبت میں یوں ہی مبتلا رہیں گے پس حضرت آدم علیہ السلام سے استغاثہ (فریاد رسی) کریں گے۔

اور زید بن اسلم کی حدیث کو دیکھئے جسے حکیم ترمذی نے ''نوادر الاصول'' میں ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں کہ ابو موسیٰ اشعری اور ابو عامر اور ابو مالک نے چند آدمیوں کے ساتھ جس وقت ہجرت فرمائی تو وہ اس حال میں

حضور ﷺ کے پاس پہنچے کہ وہ زادِ راہ سے تہی دست تھے تو انہوں نے ایک قاصد حضور ﷺ کے پاس بھیجا تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کرے پس جب قاصد حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچا تو کیا دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام و ما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا -- الآیہ کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ قاصد نے جب یہ آیت شریف سنی تو اس نے اپنے دل میں کہا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چار پایوں سے کم عزت والے نہیں ہیں۔ مطلب یہ کہ جب اللہ تعالیٰ چار پایوں کو رزق دیتا ہے تو ہمیں کیوں نہ دے گا، اس کے بعد قاصد نے حضور ﷺ سے سوال نہ کیا اور واپس چلا آیا۔ واپس آ کر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا خوشی مناؤ (خوش ہو جاؤ) کیا تمہارے پاس کوئی غوث (فریادرس) آیا تھا۔ اس کے ساتھی یہ گمان کرنے لگے کہ اس نے حضور ﷺ کو آگاہ کر دیا پس اس دوران اچانک ان کے پاس دو آدمی آئے جن کے پاس روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا برتن تھا۔ ان سب نے ماشاء اللہ خوب کھایا پھر بعض نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس بقیہ طعام کو حضور ﷺ کے پاس بھیج دو چنانچہ انہوں نے باقی بچا ہوا طعام حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا اور وہ خود بھی حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ) اس قدر لذیز اور وافر طعام ہم نے اس سے پہلے نہ دیکھا تھا جو آپ حضور نے ہمارے لئے بھیجا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی چیز بھیجی گئی تھی؟ تو انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ حضور ہم نے ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس بھیجا تھا تاکہ وہ آپ ﷺ سے سوال کرے، کچھ مانگے پھر انہوں نے اپنے قاصد کا پورا واقعہ حضور ﷺ کو سنایا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک چیز تھی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں رزق دیا۔

پس حاصل کلام یہ کہ ان الفاظ کو علی الاطلاق استعمال کرنے میں نہ کوئی کراہت ہے اور نہ یہ بدعت ہیں اور نہ اس میں شرک ہے اور نہ یہ خود ساختہ ہیں اور جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ الفاظ کہنا بدعت اور شرک ہیں تو وہ ایک قوی دلیل پیش کرے، مضبوط نیت کے ساتھ - انتھی۔ جیسے کہ تذکرۃ الرشید صفحہ ۷۴ مطبوعہ مطبع انوار محمدی لکھنؤ میں ہے۔

اور اگر کوئی فسق و فجور کی مجلس میں یا کوچہ گلی میں ذکر کرتا ہے تو یہ جائز ہے۔ محیط سرخسی اور کنز العباد اور محیط قاضی برہانی میں مذکور ہے کہ کبریٰ میں ہے اگر کوئی آدمی فسق و فجور کی مجلس میں ذکر الٰہی کرتا ہے اور تسبیح

پڑھتا ہے تو اگر اس کی نیت یہ ہے کہ فاسق فسق و فجور میں مشغول ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہیں گے تو یہ اچھا ہے اور بہت بہتر ہے جیسے کہ کوئی بازار میں تسبیح پڑھتا ہے اور نیت اس کی یہ ہو کہ لوگ امور دنیا میں مشغول ہیں اور ہم ذکر الٰہی میں مشغول رہیں گے تو ایسے مقامات پر ذکر کرنا افضل ہے، اس ذکر سے جو بازار کے سوا تنہائی میں کرتا ہو۔

اور اگر ذکر کرتا ہو واسطے عبرت کے تو اس پر بھی اس کو اجر ملے گا۔ ہاں اگر زبان سے ذکر کرتا ہو اور ساتھ ساتھ فاسقوں جیسے عمل کرتا ہو تو پھر گنہگار ہے جیسا کہ کوئی آیا کسی تاجر کے پاس کپڑا خریدنے کے لئے پس تاجر نے کھولا اپنا سامان اور تسبیح پڑھی اور حضور ﷺ پر درود بھیجا اور اس تسبیح اور درود شریف سے اس کا مطلب خریدار کو اپنے کپڑے کی اچھائی جتانا ہو تو یہ مکروہ ہے اسی طرح حکم ہے مجلس فساق میں ذکر الٰہی کرنے کا --- انتہی --- جیسے کہ درج ہے کنز العباد صفحہ ۱۹۷ پر۔

اگر مجلسِ فساق میں کوئی تسبیح پڑھتا ہو تا کہ وہ لوگ عبرت حاصل کریں یا اس نیت سے پڑھتا ہو کہ یہ لوگ تو فسق و فجور میں مشغول ہیں لیکن ہم اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور ذکر کریں تو اس کی اس تسبیح سے کہ تنہا بازار کے علاوہ کسی اور جگہ میں پڑھتا ہو یہ بہت بہتر ہے۔ انتہی ۔ اسی طرح محیط سرخسی جلد اول صفحہ ۱۹۰ قلمی پر ہے۔

تسبیح کے مسائل: ایک آدمی ذکر الٰہی کرتا ہے مجلس فساق میں، اگر اس کی نیت یہ ہو کہ فاسق تو فسق کے کاموں میں مشغول ہیں اور ہم ذکر الٰہی میں مشغول رہیں گے تو اس کا یہ فعل بہت اچھا ہے، افضل ہے اور قابل تعریف ہے۔ جیسے کہ کوئی ذکر کرتا ہے بازار میں اور نیت اس کی یہ ہو کہ لوگ امور دنیا میں مشغول ہیں اور ہم اس جگہ ذکر الٰہی میں مشغول رہیں گے تو یہ بہتر ہے اس ذکر و تسبیح سے جو تنہائی میں بازار میں کرتا ہو اور اگر عبرت حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے تو یہ بھی اچھا ہے اور اس پر بھی اس کو اجر ملے گا۔ ہاں اگر زبان سے ذکر کرتا ہو اور فسق کے کاموں میں مشغول ہو تو پھر گنہگار ہے۔ جیسا کہ کپڑا خریدنے کے لئے کوئی تاجر کے پاس آئے اور تاجر کپڑا کھول دے پھر تاجر تسبیح پڑھتا ہے اور حضور ﷺ پر درود شریف بھیجتا ہے۔ جس سے اس کا ارادہ مشتری پر اپنے کپڑے کی اچھائی ظاہر کرنا ہوتا ہے تو یہ مکروہ ہے۔ اسی طرح حکم ہے مجلس فساق میں تسبیح پڑھنے کا جبکہ امورِ فسق میں مشغول بھی ہو ایسا ہی قاضی برہانی کی محیط جلد نمبر ۳ صفحہ ۲۸۴ پر مذکور ہے۔

منقول ہے کہ جو کوئی فرض نماز کے بعد تین مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھے گا تو اس کا بہت زیادہ ثواب ہے۔

حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ یا امیر المومنین نماز کے بعد کلمہ پڑھنے کا کیا ثواب ہے، آپ نے فرمایا کہ جو کوئی فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھے گا تو اس کی جانکندن (زنکدن) اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی طرح ہوگی اور اگر دو مرتبہ پڑھے گا تو اس کی جانکندن اللہ تعالیٰ کے خلیلوں کی طرح ہوگی اور اگر تین مرتبہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ کے ذکر و فکر کے علاوہ اس کے دل میں جو کچھ گذرا ہوگا وہ سب اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا اور حضرت عزرائیل علیہ السلام کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھے گا اور نماز فرض کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے کا بھی یہی حکم ہے جیسے کہ ارشاد الطالبین صفحہ ۱۵۷ پر درج ہے۔

بداں اے فرزند -- الا - جان لے اے بیٹے! کہ نماز کے بعد کلمہ طیبہ پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔

اور بعض لوگ اس سے منع کرتے ہیں جبکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہلاکت اور پوری ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے اور جو ان کی اتباع کرتا ہے ان کے لئے بھی کیونکہ یہ لوگ رافضی ہیں۔ کیونکہ کلمہ سے منع کرنے پر شرک کے مرتکب ہوتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر نماز ادا کرنے کے بعد جہراً (بلند آواز) سے کلمہ طیبہ پڑھا کرتے تھے اور دعا سے فارغ ہونے کے بعد جہر سے کلمہ پڑھنا تو یہ ضعیف ہے۔ اسی طرح ''بستان النوازل'' باب الاذکار میں ہے

اور کرخی کی شرح میں ہے کہ جس نے کہا لا الہٰ اور پھر سانس لیا بغیر عذر کے تو کافر ہو جائے گا، اسی طرح ہے ''مفید المستفید'' میں۔ لیکن ''تحفۃ الفقہ'' میں اس مسئلہ کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ الا اللہ اگر مطلقاً نہ پڑھے گا تو کافر ہوگا اگر کسی وجہ سے لا الہ کے بعد توقف کرلے اور پھر الا اللہ پڑھ لے تو کافر نہ ہوگا۔ اور ''شرح نوازل البرہانی'' ''باب الاذکار میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرض نماز کے بعد کلمہ طیبہ پڑھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اگر ایک مرتبہ نماز کے بعد کلمہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کردے گا اور دوسری بار پڑھنے سے اللہ تعالیٰ پڑھنے والے کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ثواب عنایت فرمادے گا اور تیسری بار کلمہ طیبہ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ اسے ملائکہ علیہم السلام کا ثواب عطا فرمائے گا ---- سبحان اللہ۔

اور ''فتاویٰ خانیہ'' میں ہے کہ فرض نماز ادا کرنے کے بعد جو کلمہ طیبہ پڑھے گا ایک روایت میں ہے کہ کافر ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ کافر نہ ہوگا لیکن گناہ گار ہوگا۔ تو یہ زبانی اختلاف ہے کیونکہ ''فتاویٰ طبرانی'' میں اس کی روایت کے بارے میں لکھا ہے کہ اصول اور فروع سے صریحاً یہ روایت مخالف ہے اور کوئی بھی مسلمان

اسے قبول نہیں کرتا اس لئے کہ یہ ایسا کلمہ ہے کہ کافر اگر اسے پڑھ لیتا ہے تو وہ مسلمان ہو جاتا ہے تو پھر کس طرح مسلمان اس کے پڑھنے سے کافر ہوتا ہے۔ انتہیٰ۔ اسی طرح مذکور ہے ''ارشاد الطالبین'' میں صفحہ ۲۰۴ پر اور شرح النفع میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا جہر سے جائز ہے کسی کو منع کرنے کا حق نہیں پہنچتا اور اگر کوئی منع کرے گا تو اسے تعزیر دینی چاہئے ---انتہیٰ۔

اسی طرح ''انیس الواعظین'' میں مذکور ہے ''اور یہ بھی جان لو کہ کسی مسلمان پر کفر کا حکم نہیں کرنا چاہئے جب تک ممکن ہو اس کے کلام کو حمل کرنا اچھے پہلو پر فتویٰ دینا یا اس کے کفر میں اختلاف ہو اگر چہ کسی ضعیف روایت کے ذریعہ ہی کیوں نہ ہو جیسے کے مرقوم ہے ''بحر'' میں اور ''اشباہ والنظائر'' میں''۔

''درمختار'' اور اس کے علاوہ دوسری کتابوں میں ہے کہ جب کسی مسئلہ میں بہت سی وجوہات کفر کی ہوں جو کفر کو واجب کرتی ہوں اور ایک وجہ ایسی ہو جو کفر کو مانع ہو تو مفتی پر لازم ہے کہ وہ اس ایک قول کی طرف مائل ہو جس سے کفر ثابت نہ ہوتا ہو اور نیت بھی جب اس کی وہی ہو تو پھر کفر لازم نہ ہوگا اور اگر قائل کی نیت وہ نہ ہو تو مفتی کا اس کی نیت کے خلاف مائل ہونا دوسرے محمل کی طرف مائل ہونا اسے نفع نہ دے گا اور لازم ہے مرتکب کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صبح شام پناہ مانگنا لازم ہے --الخ-- انتہیٰ۔ جیسا کہ درمختار مطبوعہ دہلی صفحہ ۳۹۵ میں درج ہے

چودہواں مقدمہ--- مومن کو چاہئے کہ وہ اہل قبلہ کی تکفیر سے اجتناب کرے اور اپنے ایمان کے برباد ہونے کا خوف کرے۔ شیخ الہند ''تکمیل الایمان'' میں فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو کوئی کسی دوسرے آدمی کو کافر کہہ دے اور وہ آدمی فی الحقیقت کافر نہ ہو تو کہنے والا خود کافر ہو جائے گا -- انتہیٰ۔

اسی طرح ''فصل الخطاب'' میں صفحہ ۲۰ پر درج ہے

فقہی مسئلہ: حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی کسی دوسرے شخص کو کافر کہہ دے گا اور نفس الامر میں (حقیقتاً) وہ شخص کافر نہ ہو تو کہنے والا بالفعل کافر ہوگا -- انتہیٰ۔ اسی طرح ہے ''تکمیل الایمان'' میں اور ''مالا بدمنہ'' میں اور ان دونوں کتابوں کے علاوہ دوسری کتابیں جن میں فقہاء اور محدثین بلکہ بہت سے مجتہدین کی سندیں مذکور ہیں۔ تفسیر عزیزی میں آیت شریف یعلمون الناس السحر کی تفسیر میں سحر کی اقسام بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں

دریں جا باید دانست --- الخ --- یہاں یہ بات جان لینی چاہئے کہ امت محمدیہ ﷺ کے صلحاء اور اذکیاء حضرات نے سحر کے اکثر اقسام کی اصلاح فرمائی ہے اور ان سے کفر و شرک کو نکال باہر کیا اور پھر یہ حضرات اسے اپنے استعمال میں لائے یہاں تک فرمایا کہ سحر کی تیسری قسم کی بھی اصلاح فرمائی جو کہ صلحاء اور اولیاء کے ارواح طیبہ سے حصول ربط ہے۔ جس کو اویسی مشرب والے اپنے معمولات میں رکھے ہوئے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں اپنے حوائج کے لئے اور دوسرے لوگوں کو بھی نفع پہنچاتے ہیں اور ان صلحاء اور اولیاء کے ارواح طیبہ سے حصول رب کے لئے طہارت اور تلاوت ارسال ثواب صدقات کو زیر نظر رکھتے ہیں --

لطیفہ: یہاں یہ بات ظاہر ہوگئی ہے کہ امت مرحومہ کے اذکیاء جس سے علماء اعلام و اولیاء عظام مراد ہیں شرک وکفر کو رد فرما کر ارواح اولیاء کرام سے استمد اد و انتفاع حاصل کر کے نفع مند ہوتے ہیں مگر افسوس ہے جہلاء امت کے حال پر جو در حقیقت ملت اسلامیہ کے دشمن ہیں، ارواح طیبہ سے حصول نفع کو ابھی تک شرک اور کفر کہتے ہیں اور نفع حاصل کرنے والے مومنین کاملین پر کفر کے فتوے لکھ کر اپنے عمل ناموں کو سیاہ کر چکے ہیں اور خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق تباہ ہو گئے ہیں، ان کے لئے ہلاکت ہے اگر تائب نہ ہوئے اور اپنی گمراہی سے واپس نہ لوٹے -- انتہی ۔ اسی طرح تحفۂ دستگیریہ میں صفحہ ۷ پر ہے

و ذکر شیخ الاسلام -- الخ: شیخ الاسلام نے "شرح السیر" میں فرمایا ہے کہ دوسرے کے کفر پر راضی رہنا بھی کفر ہے جبکہ اس کو پسند کرتا ہو اور اس کو مستحسن جانتا ہو -- انتہی ۔ جیسا کہ قاضی برہانی کی محیط جلد ثالث صفحہ ۲۶ قلمی پر ہے اور یہ شیئاً للہ پڑھنا بدعت حسنہ میں داخل ہے بلکہ درست اور موافق سنت ہے جیسے کہ "حصن حصین" کی شرح میں واضح مرقوم ہے اور یہ منکرین بدعت کے معنی کو نہ سمجھ سکے اور یہ جان لو کہ علماء جمہور حضرات کے نزدیک بدعت دو قسم پر ہے ۔ نمبر ا: بدعت ہدیٰ ہے جس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور دوسری بدعت ضلالت جس کو بدعت سیہ کہتے ہیں اور بدعت حسنہ پانچ قسم ہے:

ا: بدعت واجبہ: جیسے کہ تفاسیر کی تصنیف، احادیث کی شروح اور متون حدیث کے اسانید میں کلام اور کتاب و سنت کے غرائب کو حفظ کرنا اور تصوف و کلام کی تدوین ۔ اسی طرح اصول و فروع فقہ کی تدوین اور صرف ونحو اور لغت کے قواعد کو واضح کرنا اور صیغوں کا اشتقاق و معانی اور بدیع وعرض او ر قوانی کا بیان اور ہر اس کام کی اصلاح جس کی دین میں ضرورت پڑتی ہے جیسے معاد و معاش اور جیسے فنون، طب، حساب، نجوم اور ہیئات

ضرورت کے مطابق اور علم اسطرلاب اور منطق دلائل کو اس پر مرتب کرنے کے لئے اور جیسے کہ علوم رسم الخط ہوئے اور قرآن کریم کے اعراب اور نقاط ہوئے اور سیکھنا اور سکھانا ان علوم شریفہ کا۔

۲: دوسری قسم بدعت مستحبہ ہے جیسے کہ مدارس کا بنانا، سرائے اور مہمان خانے، بلند و بالا مواضع ہوئے اور حضور ﷺ کی ولادت باسعادت پر خوشی منانا اور وہ تمام امور جو نیک ہیں اور پہلے عصر (زمانے) میں نہ تھے مستحب ہیں اور اسی طرح بقول بعض علم تصوف بھی مستحب ہے۔

۳: بدعت مباحہ ہے جیسے نماز صبح اور عصر کے بعد مصافحہ کرنا اور کھانے پینے میں وسعت کرنا اور اچھا لباس پہننا اور خوبصورت مکان تعمیر کرنا جبکہ حلال طریقے پر ہو اور غرور اور فخر کے لئے نہ ہو اور آستینوں میں سنت کی مقدار سے زیادہ توسیع کرنا۔

۴: بدعت مکروہ ہے جیسے مساجد کی تزئین اور نقش ونگار اور تزئین مصاحف ہوئی سونے چاندی سے، بعض کے نزدیک۔

۵: بدعت محرمہ ہے جیسے کہ روافض، خوارج، جبریہ، قدریہ، مرجیہ اور مجسمہ کے مذاہب ہوئے جیسے کے شرح مشکوۃ شریف میں مذکور ہے جو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تصنیف ہے

اور اسی طرح بدعت علم کلام میں بھی پانچ قسم ہے جیسے کہ ہے "تمہید ابوشکور سلمی" میں کہ مذہب اشاعرہ ہے اور ابومنصور ماتریدی کہ مذہب حنفیہ ہے اور بعض مسائل میں بدعت حسنہ ہوگا کہ اس میں توبہ کی ضرورت نہیں پس ہم کہتے ہیں کہ بدعت میں کلام پانچ قسم پر ہے

۱: اللہ تعالیٰ کی ذات میں کلام ۲: اللہ تعالیٰ کے کلام میں کلام

۳: اللہ تعالیٰ کی قدرت میں کلام ۴: اللہ تعالیٰ کے بندوں کے افعال میں کلام

۵: حضور ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں کلام۔

پس جس نے ذات باری تعالیٰ میں کلام کیا یا اللہ تعالیٰ کی قدرت میں کلام کیا یا اللہ تعالیٰ کے سلام میں کلام کیا حق کے بغیر تو وہ کافر ہے بلا اختلاف علماء اور جس نے اللہ تعالیٰ کے بندوں کے افعال میں کلام کیا یا حضور ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں کلام کیا اور اس کا کلام نص صریح یا حدیث متفق علیہ کے خلاف ہو یا اجماع امت کے خلاف ہو تو ایسا کلام موجب کفر ہے بلا اختلاف علماء کے اور اگر اس کا کلام قیاس کے مخالف ہو یا خبر واحد کے خلاف ہو یا اس میں تاویل کی گنجائش ہو اور شبہ تاویل ہو تو وہ موجب کفر نہ ہوگا لیکن بدعت

سیئہ ہے اور توبہ کرنا واجب ہوگا اور بدعت حسنہ جیسے قرآن کریم کی تلاوت جمع کی صورت میں اور خوش آوازی سے پڑھنا جب اپنی حد سے تجاوز نہ کرے اور تلاوت قرآن مل کر پڑھنا اور قرآن کریم کو تیس اجزاء میں لکھنا اور آذان خوش آوازی سے دینا اور روانی سے جبکہ اپنی حد سے متجاوز نہ ہو پس یہ سب امور بدعت ہیں لیکن بدعت حسنہ ہیں ان امور کے مرتکب کے لئے توبہ کی ضرورت نہیں۔

بقیہ: خطباب الحسنیہ

--اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں پر میری نظر ہے اور یہ میرے سامنے اس طرح ہیں جس طرح کہ میری ہتھیلی پر رائی کا دانہ۔

آخر میں ایک نصیحت کرتا ہوں کہ زیارت پر جایا کرو، اپنے ماں باپ کی زیارت پر جایا کرو۔ ہفتہ میں ایک دن ضرور باپ کی زیارت پر جایا کرو اور ان کے لئے دعا بھی کیا کرو۔ اگر علاقے میں کسی بزرگ کا مزار ہو جیسے یہاں سید فتح شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے اور بزرگ ہیں ان کے مزار پر جایا کرو۔ ایک وقت ایسا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں پر جانے سے منع فرمادیا تھا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں قبروں پر جانے سے منع کیا تھا مگر اب کہتا ہوں کہ جایا کرو، جایا کرو، جایا کرو۔ لہٰذا اپنے بزرگوں کی قبروں پر جایا کرو۔

ہم ایصال ثواب کے قائل ہیں، ہم امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں، پیروکار ہیں۔ ہماری نماز، ہمارا روزہ، ہماری زکوٰۃ، ہمارا حج اور ہمارے دیگر مذہبی معاملات فقہ حنفی کے مطابق ہیں اور چونکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایصال ثواب کے قائل ہیں لہٰذا حنفی بھی ایصال ثواب کو مانتے ہیں اور ایصال ثواب کرتے ہیں۔ جو ایصال ثواب کا قائل نہیں وہ مرتد ہے، معتزلہ ہے اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔

لہٰذا مردوں کے لئے فاتحہ پڑھا کرو، دعا کیا کرو، خیرات کیا کرو اور میت کے سامنے اسقاط بھی دیا کرو لیکن سودی رقم اور قرض لے کر نہیں۔ حدیث میں آتا ہے جب تم مردے کو قبر میں رکھتے ہو تو وہ ایسا ہوتا ہے جیسا کہ کنوئیں میں لٹکا ہوا ہو وہ صدا دیتا ہے کہ کوئی صدقہ کرو کہ میں اس بلا سے بچ جاؤں، صدقات سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے اور ضرور پہنچتا ہے۔